بریلویت
حقائق کے آئینے میں

جس میں تقریباً دوسو (۲۰۰) بریلوی کتب اور رسائل سے مستند مکمل
حوالہ جات اور ۲۳۵ مکمل صفحات کے فوٹو عکسوں کے ذریعے ایسے
حقائق پیش کیے گئے ہیں، جن سے اکثر بریلوی علماء بھی واقف نہیں۔

اور

جن کا دفاع کسی دیانت دار بریلوی محقق کے لیے بھی مشکل ہی ہوگا۔

مصنف

پروفیسر حافظ غلام محمد میمن

پسند فرمودہ و دعائیہ کلمات

حضرت مولانا محمد ابراہیم سجاولی صاحب

الجامعۃ الاسلامیہ باب الاسلام ٹھٹھہ سندھ

بریلویت کے سب اہم
پہلوؤں پر پہلی جامع کتاب

بریلویت
حقائق کے آئینے میں

جس میں تقریباً دو سو (۲۰۰) بریلوی کتب اور رسائل سے مستند اصل
حوالہ جات اور 54 اصل صفحات کے فوٹو عکسوں کے ذریعے ایسے
حقائق پیش کیے گئے ہیں جن سے اکثر بریلوی علماء بھی واقف نہیں۔

اور

جس کا دفاع کسی دیانت دار بریلوی محقق کے لیے بھی مشکل ہی ہوگا۔

مصنف: پروفیسر حافظ غلام محمد میمن

ناشر مکتبہ اصلاح و تبلیغ، حیدرآباد

کتاب	بریلویت۔ حقائق کے آئینے میں
مصنف	پروفیسر حافظ غلام محمد میمن صاحب
قانونی مشیر	آفتاب احمد شیخ (ایڈووکیٹ) الفوز ایڈووکیٹس اینڈ کمپنی، ہائی کورٹ آف سندھ
صفحات	452
فوٹو عکس والے صفحات	54
جملہ صفحات	506
طابع:	حافظ غلام محمد میمن صاحب مکان نمبر 2970/4 سبحانی کالونی، نزد قادری مسجد حیدرآباد (سندھ)
ناشر:	مکتبہ اصلاح و تبلیغ حیدرآباد (سندھ)
ملنے کے پتے:	اقبال بک سینٹر صدر، کراچی نور محمد کارخانہ تجارت و کتب آرام باغ، کراچی قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی صابر حسین شیخ بک ایجنسی، اردو بازار لاہور

اور ملک کے بہت سے مشہور کتب خانوں سے فوری طلب کریں۔

تقریظ

محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم میمن سجاولی صاحب مدظلہ العالی

مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ باب الاسلام ٹھٹھہ (سندھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محترم دوست پروفیسر حافظ غلام محمد میمن سے میری ملاقاتوں اور صحبتوں میں تیزی سے اضافے اور استواری کی بنیادی وجہ تو ان کی تکلف اور تصنع سے بری اور خلوص و محبت سے بھری شخصیت ہے، لیکن ایک خصوصی وجہ یا خاص محرک ان کا علمی ذوق، وسیع مطالعہ، سوچ کی صحیح نہج اور عقائد کی پختگی ہے۔ بدعت کو وہ ختم نبوت سے کھلی بغاوت سمجھتے ہیں، اور بریلوی اعمال و عقائد کو وہ کفر و ایمان کی سرحد پر سمجھتے ہیں، جو کبھی اس طرف اور کبھی اُس طرف، لیکن اکثر اس طرف ڈھلتے رہتے ہیں۔

اپنی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے وہ مدتِ مصروف رہ کر سند یافتہ دینی عالم تو نہیں بن سکے لیکن صبح و شام کے اوقات میں حفظ اور تجوید کے استاد نے شروع جوانی اور شروع علمی دور میں ان کو حکیم الامت حضرت علامہ مولانا اشرف علی تھانوی، اور لکھنؤ (بھارت) کے باوقار اور معتبر ماہوار رسالہ "الفرقان" اور اس ادارہ کی مطبوعات، اور اکابر علماء دیوبند وغیرہ، اور ان کی کتابوں سے آشنا کر کے ان کے مطالعہ کے ذوق کو صحیح سمت عطا کر دی۔

ان ہی استاد مرحوم کی رہنمائی میں ان کو اس دور کے قطب الاقطاب حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی سے بیعت اور کافی صحبتیں بھی نصیب ہوئیں۔ بعد میں حضرت مولانا عبدالکریم قریشی بیر شریف والے سے بیعت، اور ہمارے استاد حضرت مولانا نور محمد سجاولی، بانی و مہتمم مدرسہ باب الاسلام ٹھٹھہ سے ان کے آخر دور میں طویل صحبتوں کے مواقع نصیب ہوئے، جن کی برکتوں سے ان کی سوچ اور مطالعہ کی نہج اور سمت ہر وقت درست رہی اور اس میں نکھار آتا رہا۔

اسلامیات، اسلامی تاریخ اور حالات و مسائل حاضرہ پر منتخب معیاری کتب و رسائل پر مشتمل ان کی ذاتی لائبریری مجھے ایک طرح سے خود مکمل نظر آئی، جس میں آئے دن مفید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ قدیم اور ماضی قریب کی تاریخ اور دور حاضر کے ایک سے زیادہ پہلو رکھنے والے واقعات،

فصل ششم

صفحہ ۱۷۴-۲۰۳

کفری فتووں کے کچھ نمونے

سازش کے تحت، عام مروج اور مانوس لفظ ''بدعت'' کا ترجمہ ''بدمذہب''-اور احادیث اور فقہ کی کتابوں میں اہلِ بدعت کے لئے سب وعیدوں اور حکموں کا سب مخالفوں پر عام اطلاق (لفظ بدمذہب کی آڑ میں شکار)۔

وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، اہلِ قرآن، نیچری، رافضی، قادیانی سب ایک ہی قطار میں۔ سب کا ہر جگہ اکٹھے ذکر اور اکٹھے احکام۔

بدمذہب (اصل لفظ اہلِ بدعت) جہنمیوں کے کتے ہیں۔ ان کے ساتھ نکاح والی عورت جیسے کتے کے نیچے پچھی۔ نسب کی گالی کا عام استعمال۔ مخالف دینی کتابوں کو پیشاب سے بھی زیادہ ناپاک قرار دینا- بریلیوں کے علاوہ کوئی جماعت، طبقہ، اور فرقہ کفر سے نہ بچ سکے۔

شخص کے لئے یہ ضروری نہیں، کہ ایسے بدمذہبوں کو مسجدوں میں داخل ہونے سے روکے، اور عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ میل جول سے روکے۔ پھر یہ سب جان کر جو شخص ایسے اماموں کے پیچھے نماز پڑھے اور ان باتوں کو مولویوں کے جھگڑے کہہ کر ہلکا سمجھے، تو کیا وہ بھی انہیں میں نہیں گنا جائے گا؟

اس تفصیل کے بعد صفحہ ۵۳ سے ۵۵ تک پھر اکابر علماء دیوبند کے لئے حسام الحرمین کا حوالہ دے کر اعلیٰ حضرت سے تفصیلی جواب کی گذارش کی ہے۔

اصل لفظ بدعت ہو، تو آپ کیا سمجھیں گے

اعلیٰ حضرتی جواب سے پہلے ہم یہاں قارئین کرام اور عام بریلوی علماء اور عوام کی خدمت میں عرض کریں گے، کہ اگر ان آٹھ حدیثوں اور دو اقوال میں ترجمہ والے لفظ بدمذہب کی بجائے عربی کا اصل لفظ یعنی بدعتی استعمال کیا جائے، تو کیا ان کا ذہن اس طرح جا بھی سکے گا، کہ یہ بات دیوبندیوں کی طرف جارہی ہے؟ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ کوئی بریلوی بھی سنے گا یا پڑھے گا، تو فوراً اس طرف جائے گا، کہ کسی دیوبندی وہابی نے بریلویوں پر الزام لگانے کے لئے، کہیں سے یہ الزام حدیثوں کے نام پر گھڑ لئے ہیں۔ یا یہ کہے گا، کہ بریلویوں پر یہ حدیثیں لاگو کر کے، دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ کیونکہ اس کو بھی معلوم ہے، کہ آج کل عرف عام میں لفظ بدعت اور بدعتی کا استعمال کس پر ہو رہا ہے، اور وہابی کا کس پر۔

الٹا چور نے کوتوال کو ڈانٹ پلادی

لیکن لفظ بدعت کی بجائے اس کے نئے ترجمے "بدمذہبی" کی آڑ میں سوال کرنے والا بریلوی بھی الٹے یہ سب الزام دیوبندیوں کی طرف منسوب کر گیا۔ اور بریلی کے اعلیٰ حضرت نے بھی یہ طویل سوال پڑھ کر، جواب میں دیوبندیوں کو ہی نشانہ بنایا، اول تو خوب لفظ ... کو اور حسام الحرمین کا حوالہ دہرایا، اور پھر ان سب دس حوالوں میں اہل بدعت کے لئے وعیدیں سنائی گئی ہیں، وہ وعیدوں کی شکل میں نہیں، بلکہ ان میں اپنی طرف سے حرام اور کفر کا لفظ ملا کر، وہ باقاعدہ ایک شرعی حکم یا فتوے کی صورت میں (دیوبندیوں پر) نافذ کر دیے۔

ان کی رو سے (دیوبندیوں پر) یہ حکم نافذ ہوں گے

یہ شرعی حکم صفحہ ۵۷-۵۸ پر ان الفاظ میں نافذ کیے گئے ہیں:۔

"بلاشبہ ان سے دور بھاگنا اور اسے اپنے سے دور رکھنا، اس سے بغض رکھنا، اس کی اہانت کرنا، اس کا رد کرنا فرض ہے، اور ان کی توقیر (عزت و احترام کرنا) حرام اور اسلام کو ڈھانا ہے، اسے سلام کرنا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اس کے ساتھ شادی بیاہ حرام، اور قربت زنائے خالص، بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت، اسے مسلمان کا غسل کفن دینا حرام، اس کا جنازہ پڑھنا حرام بلکہ کفر، اس کے جنازے کو کندھا دینا، اس کے جنازے میں شرکت حرام، اس کے جنازے کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام، اس کے لئے دعائے مغفرت حرام، ایصال ثواب حرام بلکہ کفر، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

بااثر لوگ ان کا مسجد میں داخلہ بند کرائیں

آگے یہ بھی قطعی حکم کی شکل میں کہتے ہیں۔ کہ مساجد میں ان کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ حکم ہے کہ ایسے کے ساتھ نماز نہ پڑھو، تو ان کے صف میں کھڑے ہونے سے صف قطع ہو جائے گی، کیونکہ (جیسے) غیر نمازی حائل ہوگیا اور قطع صف حرام ہے۔ پھر آگے یہ بھی حکم ہے، کہ مسلمانوں میں جو بھی بااثر شخص ان کو روکنے کی ہیچ رکھتا ہو، اس پر فرض ہے کہ ان کو مسجد میں آنے سے روکے۔ اور اپنے زیر اثر مسلمانوں کو نرمی و تفہیم سے، اور اگر ضرورت ہو تو سختی اور جبر سے ان سے میل جول رکھنے سے روکے۔ آگے یہ بھی قطعی حکم ہے، کہ جو ان کے خیالات و حالات معلوم ہونے پر انہیں عالم سمجھے، یا امامت کے لائق سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھے، وہ بھی انہیں کی طرح کافر اور مرتد ہے۔

یہ بھی حکم ہے، کہ ہر موذی کو مسجد سے نکالنا بشرط استطاعت واجب ہے، اگرچہ وہ صرف زبان سے ایذا دیتا ہو، خصوصاً وہ جن کی ایذا مسلمانوں میں بدمذہبی (بدعت) پھیلاتا ہو۔

فتویٰ کے آخری الفاظ ہیں، کہ (ان احکام کی) سند میں وہی احادیث اور روایتیں کافی ہیں، جو سائل نے بیان کی ہیں۔ یعنی ان احادیث ہی سے یہ حکم نکلتے ہیں، جن کو ہم نے بیان

کیا ہے۔ (اور دکھایا ہے، کہ ان میں اہل بدعت کے لئے یہ وعید ہیں)۔

ایک اہم نکتہ، وعید اور حکم میں فرق

یہاں ہم یہ نکتہ قارئین کرام کے سامنے رکھ دیں، کہ علماء اور فقہاء کا اس پر تقریباً اجماع ہے، کہ مختلف احادیث میں مختلف کاموں اور عادات اور اخلاق کے بارے میں جو وعیدیں اور مذمتیں آئی ہوئی ہیں، ان سے وہ حکم نافذ نہیں ہوتے، بلکہ وہ ان کاموں کی برائی کی اہمیت بتانے کے لئے ہیں۔ مثلاً ان دس روایات سے کہیں زیادہ سند والی صحیح احادیث میں ہے، کہ ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی، اس نے البتہ تحقیق کفر کیا'' اس حدیث میں بے نمازی کے کفر کے لئے ''فقد کفر'' کا بھی لفظ ہے، یعنی البتہ تحقیق کفر کیا۔ لیکن اس کی عام مانی ہوئی تشریح ہے، کہ ایسے مسلمان کے لئے کفر کا حکم لگا کر، کافروں کی لسٹ میں شمار کر کے کفر والے حکم نافذ نہیں کئے جائیں گے، بلکہ یہ الفاظ نماز کی اہمیت، اور اس کو چھوڑنے کی مذمت اور وعید کے لئے ہیں۔ بریلوی حضرات بھی اسی تشریح پر عمل کرتے ہیں۔ اور نماز چھوڑنے پر کفر کا حکم نہیں لگاتے۔ تو پھر بدعت کے لئے ان سب وعیدوں کو ان کے اعلیٰ حضرت نے باقاعدہ حکم کی شکل دے کر، ہر ایک کے لئے حرام، اور حرام و کفر کا حکم اور کھلا فتویٰ کیسے دیدیا؟

خود عام بریلویوں کی سوچنے کی باتیں

عام بریلوی کے لئے بھی اس فتوے میں بہت کچھ سوچنے کی باتیں ہیں۔ آخر اس فتوے کے بعد باقی رہ ہی کیا گیا ہے۔ ہمارے علم میں شعب ابی طالب کے واقعہ میں مکہ شریف کے کفار نے حضور کریم ﷺ اور مسلمانوں سے جو عام قطع تعلق کیا تھا، اس کے علاوہ اسلامی تاریخ تو کیا، پوری انسانی تاریخ میں بھی کسی مقاطعہ کی ایسی مثال نہیں۔ اس فتوے کے جملہ پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر عملی حقیقتوں کی دنیا پر نظر ڈالی جائے گی، تو بڑے بڑے بریلوی علماء بلکہ اعلیٰ حضرت کے ساتھی بھی اعلیٰ حضرتی دربار سے حرام کاموں اور کفر کی خلعت سے نوازے ہوئے نظر آئیں گے۔ عوام کی تو بڑی تعداد اس میں عملی طور پر روزانہ ملوث ہی نظر آئے گی۔ آج کے بریلوی علماء، اور اصل سے ناواقف اور اپنے کو محبتی کہلانے کے شوق میں بریلوی کہلانے کے شوقین اس فتوے کے لفظ لفظ پر پھر غور کریں، کہ اعلیٰ حضرتی بریلویت پر عمل کر

ان کے لئے ممکن بھی ہو سکتا ہے؟ یہ محض کی بھنبھیں وہ بچا سکیں گے؟!

کیا کبھی اس پر مکمل عمل ہوا بھی ہے، یا ہو بھی سکتا ہے، آج بھی کوئی بریلوی عالم بھی اس پر عمل پیرا نظر آتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کو کفر کے فتوے میں محتاط ترین شخصیت قرار دینے والے بھی اپنے اعلیٰ حضرت کے احتیاط کا یہ نمونہ مدنظر رکھیں۔ یہی سوال و جواب فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں بھی صفحہ ۱۰۲ سے ۱۰۹ تک دہرایا گیا ہے۔ اس میں اس کی تاریخ بھی ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ، یعنی وصال سے ایک سال پہلے کی ہے۔

بدعتی جہنم کے کتے ہیں

ان سے نکاح والی عورت جیسے کتے کے نیچے پچھی

قارئین کرام یقین کریں، کہ اس فتوے کا حوالہ دیتے ہوئے ہمارا کلیجہ اور ہاتھ دونوں کانپ رہے ہیں، لیکن اعلیٰ حضرتی احتیاطی فتوے کو دکھانا تو ہے ہی، جس میں تہذیبی دنیا کی یہ بدترین گالی صاف لفظوں میں ایک نہیں، دو جگہ پورے تفصیل اور دلائل سے تحریری طور پر آج کل بھی چھپ رہی ہے! اور سب بریلویوں نے مکمل خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے، کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت نے عادت کے مطابق ایک فتوے میں بغیر کسی حوالے کے دو عدد حدیثیں پیش کی ہے، جن کے الفاظ اور ترجمہ ان کے مطابق یہ ہے۔

۱- ''اصحاب البدع کلاب اہل النار'' یعنی بدمذہبی والے (اصل لفظ بدعتی) جہنمی لوگوں کے کتے ہیں۔ ۲- اہل البدع شرار الخلق والخلیقۃ'' یعنی بدمذہب لوگ سب آدمیوں اور سب جانوروں سے بدتر ہیں''۔ قارئین کرام پھر دیکھیں، کہ دونوں حدیثوں میں اصل الفاظ بدعت ہیں اور ترجمہ بدمذہب ہے یہ دونوں حدیثیں کیوں بیان ہوئیں آئیے پورے مسئلہ کا جائزہ لیں۔

بے گناہ مسلم عورتوں کے لئے کتے کے نیچے پچھنے کی غلیظ ترین گالی

بریلوی اعلیٰ حضرت نے ۱۳۱۶ھ میں ایک مختصر سوال کے جواب میں ایک پورا رسالہ لکھ مارا۔ جس کا نام ''ازالۃ العار'' رکھا۔ اس کی بنیاد صرف ایک مختصر سا سوال تھا کہ ''ایک عورت

سنیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سنی حنفی ہے، اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے جائز ہے یا نہیں"۔ (بریلوی اصطلاح میں سنی حنفی کا مطلب بریلوی ہوتا ہے) ان دو جملوں کا جواب بھی بہت مختصر ہو سکتا تھا۔ لیکن کسی سوال میں دیوبندی یا اہل حدیث کے متعلق سوال یا ذکر ہو، اور احمد رضا خان گالیوں کا موقع جانے دے، یہ کیسے ممکن تھا۔ نتیجہ کیا ہوا، اٹھائیس صفحہ کا جواب اور الگ رسالہ بن گیا جو "ازالۃ العار" کے نام سے شائع ہوا، اس میں بات چلتے چلتے انسانی تہذیب، ثقافت کی بدترین تحریری گالی تک پہنچ گئی۔ صفحہ ۲۲ پر دلیل نمبر ۶ کے تحت لکھتے ہیں، کہ "اللہ بھی حق بات کرنے اور اس کے بارے میں مثال دیتے نہیں شرماتا، اور ارشاد ہے "ان اللہ لا یستحیی من الحق" اور ہمارے لئے بھی یہ مثال دینا برا نہیں، کہ جو عورت کسی بدمذہب (بدعتی) کی جورو بنی، وہ ایسی ہے، جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی۔ کیا کسی کو پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے .... باقی اتنا معلوم کرنا رہا، کہ بدمذہب (بدعتی) کتا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے، بلکہ کتے سے بھی بدتر اور ناپاک ہے .... حضور کریم کا ارشاد مبارک ہے "اصحاب البدع کلاب اہل النار" .... بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں .... دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ "اہل البدع شرار الخلق والخلیقۃ" "بدمذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب جانوروں سے بدتر ہیں۔ لاجرم (اس) حدیث میں ان کی مناکحت سے منع فرمائی"۔

یہ کچرہ اس طرح حدیثوں سے ثابت کیا گیا

لیجئے اعلیٰ حضرت نے حدیث سے ایسے نکاح کی ممانعت بھی ثابت کردی، اس دلیل پر کہ جب اہل البدع شرار الخلق والخلیقۃ ہیں، اور اعلیٰ حضرتی فتووں کی رو سے غیر مقلد وہابی (اور دیوبندی رافضی، نیچری بھی) اہل البدع ہیں، تو ایسی بدترین مخلوق سے نکاح ممنوع ہی کہا جائے گا۔ لہٰذا حدیث سے ثابت ہو گیا، کہ یہ نکاح نکاح نہیں ہوا اور لاجرم ممنوع ہوا۔

باقی رہا، ایسی منکوحہ (اور یقیناً پاکباز معصوم) عورت کے لئے یہ مثال، کہ وہ نکاح کے بعد بھی درحقیقت ایسی ہی ہوگی، جیسے کسی کتے کے نیچے بچھی اور اس کے تصرف میں آئی، تو اس کے لئے بھی دلیل میں حدیث ہی ہے، (جو کم از کم ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی) کہ "اصحاب البدع کلاب اہل النار" اصحاب البدع (یعنی بریلوی ترجمہ کے مطابق بدمذہب) جہنمیوں

کے کتے ہیں۔ جب اعلیٰ حضرت غیر مقلدوں کو "اصحاب البدع" مانتے ہیں، تو ثابت ہوا کہ وہ جہنمیوں کے بھی کتے ہوئے۔ جب وہ کتے ہیں، تو جو عورت ان کے تصرف میں اگرچہ نکاح کے مقدس رشتے کے نام پر ہی آئی، پر ہوئی تو کتے کے ہی نیچے۔ لہٰذا یہ بھی حدیث سے ہی ثابت ہوا۔

یہ کچرا کہاں بھی جا سکتا ہے

بریلوی حضرات کے لئے بھی یہ خوش ہونے یا نظر انداز کرنے جیسی بات ہرگز نہیں۔ ان کو سوچنا چاہئے، کہ خدانخواستہ کہیں کسی محفل میں یا علمی دنیا کے کسی مقدمہ میں وہ یہ مقدمہ ہار گئے (جو حقیقت میں وہ ہارے ہی ہوئے ہیں)، کہ بریلویوں کی طرف سے غیر مقلد، وہابی، رافضی، دیوبندی، نیچری، .... کے لئے لفظ اہل البدع، یا اصحاب البدع، یا مبتدع کا استعمال قطعی غلط، وحاند حلی اور علمی بددیانتی ہے، اور اس کا مانا ہوا تیرہ سو سالہ مطلب دوسری طرف ہے، تو یہی دلیل اور اس کی یہ گندگی کہاں کہاں تک پہنچے گی، اور کون کون کس کس طرح اٹھیں گے، اور اس مثال دینے والے کو کیا کیا کہنا پڑے گا۔ اور یہ غلاظت کن کن کے دماغ خراب کرے گی!

ہم بریلوی نہیں، اس لئے تہذیب ہمیں اس سے زیادہ اشارہ کے الفاظ میں بھی بولنے کی اجازت نہیں دے رہی۔ اس لئے مزید معاملہ ہم قارئین کرام پر چھوڑ کر آگے بڑھتے ہیں۔

عکس دیکھ کر تو یقین کریں

قارئین کرام کی تسلی کے لئے ہم اصل کتاب "ازالۃ العار" کے اصل صفحات کے عکس دے رہے ہیں، تاکہ ان کو خود بھی یقین آئے، کہ دین کے ایک عالم کے ذہن میں اس قسم کی گالی آ بھی سکتی ہے، اور وہ اس کو باقاعدہ تحریر میں بھی لے آتا ہے۔ اور تحریر میں مزید زور لانے کے لئے، مزید دلائل اور حجتیں پیش کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی رذیل ترین گالی ہے جو آج تک تحریر میں تو کبھی نہیں آئی، چاہے وہ فحش لٹریچر ہو، لیکن شاید ہی فحش بازی کی محفلوں، یا فاحش بازاروں میں بھی کسی نے کسی کو زبانی ہی کہی، ہو کہ تمہاری بیٹی یا بہن رات کو کتے کے نیچے بچھتی ہے۔ یہی فتویٰ انہیں الفاظ میں اعلیٰ حضرت کی دوسری کتاب، فتاویٰ افریقہ کے صفحہ ۱۱۸ پر سوال نمبر ۸ میں دہرائی گئی ہے۔

ایک باب وضع کیا التوحیب من قولہ لفاسق او مبتدع یا سید ونحوہ
من الکلمات الدالۃ علی التعظیم یعنی ان حدیثوں کا بیان جن میں کسی فاسق یا بدمذہب
کو اے میرے سردار یا کوئی کلمہ تعظیم کہنے سے ڈرایا گیا ہے اور اسباب میں یہی
حدیث انھیں روایات ابی داود ونسائی وحاکم سے ذکر فرمائی جب صرف
زبان سے اے سردار کہہ دینا باعث غضب رب جل جلالہ ہے تو حقیقۃً سردار
مالک بنا لینا کس قدر سخت موجب غضب ہوگا والعیاذ باللہ رب العلمین دلیل
ششم ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ اے لوگو ایک مثل کہی گئی
کان لگا کر سنو ان اللہ لا یستحی من الحق بیشک اللہ عزوجل حق بات فرماتے
نہیں شرماتا ایحب احدکم ان تکون کریمتہ فراش کلب فکرھتموہ کیا تم میں
کسی کو پسند آتا ہے کہ اسکی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانوگے
رب جل وعلا نے غیبت کا حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا ایحب احدکم
ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ کیا تم میں کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا
گوشت کھائے تو یہ تمھیں برا لگا سنیو سنیو اگر سنتا ہو تو گوش ہوش سے سنیو لیس لنا مثل السوء
التی مثلہ فراش مبتدع کالتی کانت فراشا لکلب ہمارے لیے بری مثل نہیں جو عورت
کسی بدمذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسی کسی کتے کے تصرف میں آئی رسول
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے کوئی چیز دیکر پھیر لینا اسے منع فرمایا العائد
فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ لیس لنا مثل السوء اپنی دی ہوئی چیز پھیر لینے والا ایسا ہے
کتا کہ قے کرکے اوسے پھر کھا لیتا ہے ہمارے لیے بری مثل نہیں ۔ اب اتنا معلوم کر
رکھ کہ بدمذہب کتنا برا ہے ان عمرو سے کہ کتے سے بھی بدتر ناپاک تر کتا

فاسق نہیں اور یہ اصل دین ومذہب میں فاسق ہے کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب
شدید کا مستحق ہے ۔ میری نہ مانے سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیثیں تو
سنو امام خزاعی اپنے جزء حدیثی میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اصحاب البدع کلاب اھل النار بدمذہبی
والے جہنمیوں کے کتے ہیں امام دارقطنی کی روایت یوں ہے حدثنا القاضی الحسین بن اسمعیل
ثنا محمد بن عبد اللہ المخرمی ثنا اسمعیل بن ابان ثنا حفص بن غیاث عن الاعمش عن ابی غالب عن
ابی امامۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اھل البدع کلاب اھل النار یعنی
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا بدمذہب لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں ابو حاتم خزاعی
انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں
اھل البدع شر الخلق والخلیقۃ بدمذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر سب جانوروں سے
بدتر ہیں علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا الخلق الناس والخلیقۃ البھائم لاجرم حدیث
میں ان کی مناکحت سے ممانعت فرمائی عقیلی وابن حبان حضرت انس بن مالک رضی اللہ
تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تجالسوھم
ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو انکے ساتھ پانی نہ پیو کھانا
نہ کھاؤ انکے شادی بیاہ نہ کرو دلیل ہفتم کتابیہ سے نکاح کا جواز یعنی عدم ممانعت وعدم
گناہ صرف کتابیہ ذمیہ میں ہے جو مطیع الاسلام ہوکر دار الاسلام میں مسلمانوں کے
حکومت رہتی ہو وہ بھی خالی از کراہت نہیں بلکہ بے ضرورت مکروہ ہے فتح
القدیر وغیرہ میں فرمایا الاولی ان لا یفعل ولا یاکل ذبیحتھم الا للضرورۃ مگر کتابیہ
حربیہ سے نکاح یعنی مذکور جائز نہیں بلکہ عند التحقیق ممنوع وگناہ ہے علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں

۶ مئی / ... دیوبندی ... ۵۰

انسانی تہذیبی حد بندیاں

یہ بہت سیدھا سادہ عام فہم نکتہ ہے، کہ انسانی تہذیبی حد بندیاں ہی انسان اور حیوان کی تمیز قائم کرتی ہیں۔ انسانی تہذیبی دنیا میں کئی ایسی ٹھوس حقیقتیں ہیں، جن کے صرف دماغ یا سوچ میں آجانے پر بھی انسان خود ہی تڑپ اٹھتا ہے، کہ یہ میں کہاں کیسے گر گیا۔ یہ بات میرے ذہن میں کیسے اور کیوں آئی؟ بلکہ کئی غیر معیاری بازاری لوگ بھی کئی تصورات اور خوابوں پر بھی تڑپ اٹھتے ہیں۔ تہذیبی دنیا میں تو ایک رواجی غیرت مند انسان بھی کسی غیر قوم کے لئے بھی یہ دفاعی الفاظ کہہ کر فخر لیتا ہے، کہ میاں! خود ماں بہن بیٹیوں والا ہو کر تم نے یہ بات کیسے کرلی! لیکن بریلوی اعلیٰ حضرت اپنی ہی قوم کی بہنوں، بیٹیوں کے لئے یہ سب کچھ پوری تفصیل اور دلائل سے دو بار کہنے سے کچھ بھی نہ گھبرائے، نہ شرمائے!

کسی بھی مذہب کے تحت ازدواجی رشتہ مقدس ہوتا ہے

مذہبی اور معاشرتی لحاظ سے بھی یہ مانی ہوئی حقیقت ہے، کہ کسی بھی مذہب یا رسم و رواج کے تحت جب مرد و عورت میں ازدواجی رشتہ قائم کیا جاتا ہے، تو اس کو صحیح اور اولاد و نسب کو صحیح مانا جاتا رہا ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت اور اس کی ذریت کے ہاں ولد الزنا کا لفظ ٹافی چبانے کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ ادھر دیکھیں کہ انسانی تہذیبی دنیا میں ایک جوڑے کے ناجائز تعلق پر، حتیٰ کہ ایک رنڈی کے لئے بھی یہ لفظ مناسب نہیں سمجھا جاتا، کہ کتے کے نیچے بھی ہوئی ہے۔ جو لفظ اس نام نہاد دینی عالم نے نہ صرف استعمال کیا، بلکہ یہ بھی لکھا، کہ ہمیں اس مثال سے کوئی حیا نہیں آتی۔ کیونکہ اللہ نے بھی فرمایا ہے، کہ اللہ حق بات کے کہنے میں حیا نہیں کرتا۔ اور خود قرآن میں مثال دی ہے کہ غیبت کرکے گویا تم مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتے ہو۔ اور دو حدیثوں کا بھی حوالہ دے کر اپنی ذہنیت کو دینی حکم کا درجہ دے دیا۔ کسی بریلوی نے آج تک اس پر آواز نہیں اٹھائی، کہ کن مثالوں کا کیا مطلب کہاں کیسے جوڑا جا رہا ہے۔ کسی نے نہیں لکھا، کہ یہ انسانی تہذیب کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ بلکہ بریلوی بننے کے بعد ہر ایک یہ عام تہذیبی دائرے میں نظر آنے لگتے ہیں۔ بریلوی محقق ڈاکٹر مسعود صاحب آج بھی اپنی کتاب "فاضل بریلوی علماء حجاز کی

میں"، صفحہ ۱۹۹ پر لکھتے ہیں، کہ "اس میں شک نہیں، کہ مخالفین کی قابل اعتراض نکات پر فاضل بریلوی نے سخت تنقید کی، اور بسا اوقات لہجہ بھی درشت ہے، لیکن کسی مقام پر تہذیب و شائستگی سے گرا ہوا نہیں"۔ اب اس پر کوئی کیسے اور کیا کہے!

یہ معیار آپ کو مبارک: لیکن ....

لیکن دنیا جہاں کا مانا ہوا اصول یہ ہے، کہ ہر معاملہ میں ازدواجی رشتے، نکاح اور صحیح نسل کو ایک خصوصی تقدس بھی حاصل ہے، اور انتہائی نزاکت بھی۔ بعض اوقات شریف مہذب اور دیندار آدمیوں کی بہنیں اور بیٹیاں ایسے حالات میں گھر جاتی ہیں، ان کے شوہر ایسے نکل پڑتے ہیں، یا بعد میں بن جاتے ہیں، اور اولاد و خاندان کے مسائل ایسے گھمبیر ہوتے ہیں، کہ بڑے صبر، ضبط، تحمل کا مظاہرہ لازم ہو جاتا ہے، اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا اور اٹھانا پڑتا ہے، حالات کے سدھرنے یا سدھارنے کا انتظار کرنا ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ایک سمجھ سکتا ہے، کہ ایسے معاملہ میں مفتی کو بھی کئی مصلحتیں مدنظر رکھنی ہوتی ہیں۔ لیکن بریلویوں کا اعلیٰ حضرت اور اکثر بریلوی حضرات کا رویہ اس نازک ترین تہذیبی مسئلہ میں اکثر انتہائی غیر شائستہ بھی رہا ہے، اور غیر ذمہ دارانہ بھی۔ کچھ مثالیں اور دیکھ لیجئے:

مولانا تھانوی کو بے سبب نسل کی گالی

(۳) ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۵۶ پر عبارت ہے، کہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کی گئی، کہ لوگ اشرف علی تھانویؒ کو سید کہتے ہیں، اور وہ اس سے منع نہیں کرتے، حالانکہ وہ قوم کا جھجھہ ہے۔ جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ "جو شخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے، اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ اللہ اس کا فرض نفل کچھ قبول نہیں کرے گا...... الی آخر۔" سادہ سی بات ہے، کہ مولانا نے خود کو تو سید نہیں کہا، لوگ احترام میں بھی کہہ دیتے تھے۔ جس کا مفہوم عزت والا اور سردار ہی ہوا کرتا ہے۔ جیسے بریلوی احمد رضا کے شان میں بھی ایک پوری نظم کا ردیف ہے "یا سیدی احمد رضا"۔ کسی کو اس لقب پر اعتراض نہیں۔ لیکن احمد رضا خان نے مولانا کو نسل کی گالی دے ہی ڈالی، وہ بھی شد و مد کے ساتھ: اور اپنی خشک زبان تازہ کرلی، اور کسی کو اعتراض نہیں۔

باقی صحیح نکاح کن کا بچا؟

(۴) اسی کتاب ملفوظات میں حصہ دوم صفحہ ۲۵۷ پر فتویٰ ہے کہ "آج کل کے رافضی عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری (سرسید والے) اور چکڑالوی (اہل قرآن) جملہ مرتدین ہیں، کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر، اصلی ہو یا مرتد، انسان ہو یا حیوان، یہ نکاح محض باطل اور خالص زنا ہوگا۔ اور اولاد ولد الزنا ہوگی"۔ بریلوی غور کریں، کہ حیوان سے انسانی نکاح کے ہونے نہ ہونے کا کسی عالم تو کیا کسی انسان نے سوچا بھی ہوگا؟ کیا عالمانہ سوچ ہے؟ دوسرے یہ کہ صرف نکاح کا نہیں ہونا کافی نہیں سمجھا گیا، بلکہ اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی ضروری سمجھے گئے، کہ خالص زنا ہوگا، اور اولاد ولد الزنا ہوگی، اس قسم کی گالیوں کے یہ حضرات کچھ زیادہ ہی شوقین نظر آتے ہیں۔ احساس ہی نہیں رکھتے، کہ یہ کتنی بڑی گالی ہے، اور اس کی کیا نزاکتیں ہیں۔

سرسید احمد کو گالی

(۵) اسی کتاب میں سرسید احمد کے لئے ہے، کہ عرض کی گئی، کہ بعض لوگ علی گڑھی کو سید کہتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ "وہ تو ایک خبیث مرتد تھا، حدیث شریف میں ہے کہ منافق کو سید نہ کہو...... الی آخر" حدیث میں سیدھی سادھی بات ہے، کہ کسی منافق کی عظمت کے لئے سردار کے مفہوم میں سید نہ کہا جائے۔ یہ تو نہیں کہ نسل ہی بدل دی جائے۔ دوسرا یہ بھی نکتہ نکلتا ہے، کہ مرتد کے لئے تو اوپر نمبر ۴ فتوے میں واضح ہے، کہ اس کا نکاح کسی حیوان تک سے جائز نہ ہوگا۔ وہ خالص زنا اور اولاد ولد الزنا ہوگی۔ یہاں مرتد کے ساتھ خبیث کا لفظ بھی بڑھا کر تہذیب وشائستگی کو مزید نکھارا گیا ہے۔ حالانکہ سرسید مرحوم نسلاً شریف النسب سید تھا۔

اپنے اعلیٰ حضرت کی یہ بدمستیاں دیکھ کر ان کی ذریت نے اس سے بھی لمبی چھلانگیں لگائیں، کچھ ان کی شائستگیاں بھی ملاحظہ فرمائیں:-

اس طرح ہر ایک دیوبندی حرامی ثابت ہوا

(۶) مرکزی حزب الاحناف لاہور کے ابوالبرکات سید احمد، اعلیٰ حضرت کے جانشینوں

میں گنے جاتے ہیں۔ ان کی بولتی زبان سمجھے جانے والے مولوی طیب علی داناپوری نے شائستہ زبان میں پوری کتاب "العضوب السنیہ" لکھی۔ اس میں ہزاروں کے استاد اور مرشد مولانا رشید احمد گنگوہی کے لئے لکھتے ہیں کہ "پیر بخش کے بیٹے ہدایت احمد اور فرید بخش کی بیٹی کریم النساء دونوں دیوبندی دھرم میں (پیر بخش اور فرید بخش کے نام کی وجہ سے) حرامی ہوئے یا نہیں؟ ان دونوں کے باہمی نکاح سے جناب گنگوہی جی پیدا ہوئے، تو گنگوہی جی کیسے لوگوں کی کیسی اولاد ہوئی؟ ابھی تو صرف گنگوہی جی کا نسب نامہ بطور نمونہ دکھایا ہے، آئندہ چل کر ہر ایک دیوبندی کا حرامی ہونا ثابت کیا جائے گا"۔ کسی بریلوی مہذب عالم یا محقق کا اس پر کوئی اعتراض نظر نہیں آتا۔

دیوبندیوں کا نکاح ہوتا ہی نہیں

(۷) اسی کتاب میں یہی داناپوری صاحب ہر ایک دیوبندی کے نکاح، طلاق اور نسب نامہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ "طلاق تو نکاح کی ہوتی ہے۔ دیوبندی اگر بوقت نکاح بھی دیوبندی تھا، تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ اور اگر سنی (بریلوی) تھا، اور بعد میں دیوبندی بنا، تو اب مرتد ہوگیا، اور مرتد ہوتے ہی اس کا نکاح فسخ ہوگیا۔ بہرحال کسی صورت میں طلاق کی حاجت نہیں"۔ اس فتویٰ پر مزید غور بریلوی علماء اور ان کے مداح ہی کریں۔ ہم کیا وضاحت کریں!

یہ حلالی ہے یا حرامی؟

(۸) بریلوی لکھنے والوں میں مفتی احمد یار خان گجراتی کافی حد تک سنجیدہ نظر آتے ہیں۔ لیکن اس بارے میں یہ صاحب بھی رضاخانی رنگ سے اپنے کو نہیں بچا سکے۔ اپنی مشہور کتاب "جاء الحق" میں مولانا رشید احمد گنگوہی کے بارے میں صفحہ ۳۸۸ پر لکھتے ہیں کہ "رشید احمد صاحب کا شجرۂ نسب یہ ہے "رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد ابن قاضی پیر بخش ابن غلام حسین ابن غلام علی اور ماں کی طرف سے نسب نامہ یہ ہے رشید احمد ابن کریم النساء بنت فرید بخش، دیوبندی بتائیں کہ مولوی رشید احمد کے خاندانی بزرگ مشرک مرتد تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر تھے، تو مرتد کی اولاد حلالی ہے یا حرامی"۔

پڑھنے والے خود سوچیں، کہ صرف نسل میں پیر بخش اور کریم بخش کے نام ہونے کی وجہ سے یہ مہذب اور شریف عالم کہاں تک پہنچ گیا۔ اس کے سوال کا جواب کیا ہو؟ خود بتائیں کہ دیوبندیوں نے کریم بخش اور فرید بخش ناموں کو شرکیہ کام کہا ہے۔ مشرک اور مرتد قرار بھی نہیں دیا۔ دوسرے اگر ماں باپ کے مشرک ہونے کی وجہ سے اولاد حرامی ہوگی، تو جملہ صحابہ کرام کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ تعصب کے اندھے پن اور گالی دینے کے شوق کی بھی کوئی تو حد قائم کریں، اور دینی علم کی لاج تو رکھیں!

گیارہویں کے دن پیدا ہونے والے بچے کو حرامی کی گالی

(۹) ماضی قریب میں مولوی محمد عمر اچھروی نے اپنی چرب زبانی کی وجہ سے بریلویوں میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ اس کی کتاب "مقیاس حنفیت" خاصی مقبول کتاب ہے۔ اس میں صفحہ ۲۲۲ پر گیارہویں شریف کے دن مقرر کرنے کی بحث چل رہی ہے۔ مولوی صاحب اس پر بحث کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ جاتے ہیں: "اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارہویں کو بچہ پیدا ہو جائے، تو یا تو اس کو حرامی کہنا چاہئے، یا اُسے درخواست دی جائے، کہ آج حرمت کا دن ہے، کل پیدا ہونا"۔

قارئین کرام نے دیکھا، کہ کتنے بڑے ناموں سے کتنی ذلیل باتیں کیسے ادا ہوئی ہیں۔ انسانی تقدس، تہذیب، شرافت اور شائستگی، اور تہذیب و ثقافت کے اس نازک ترین اور حساس ترین معاملے میں یہ پورا طبقہ کتنا غیر ذمہ دار، یا ناواقف یا بدتہذیب واقع ہوا ہے، اور یہ سلسلہ احمد رضا خان کے صدقہ جاریہ کے طور پر ایک صدی سے جاری ہے۔ بریلوی اسلامی لٹریچر کے علاوہ اور کسی فحش لٹریچر میں بھی انسانی نسب اور پورے گروہوں کے گروہ کے نسب کے بارے میں ایسا جملہ کوئی بریلوی ہی کہیں دکھا سکے، تو ہم اس کے مشکور ہوں گے، ہمیں تو پوچھنے پر کہیں سے کوئی ایسی مثال نہیں بتائی گئی، اور نہ ہی عقل تسلیم کرتی ہے۔

گالی کے شوق میں لفظ سنت کے تقدس کی پامالی

(۱۰) یہ جرأت بھی احمد رضا خان بریلوی ہی کو ہوئی، کہ ایک پورے دینی علمی ادارے ندوۃ العلماء کو بھی نسل ہی کی گالی دیدی، اور شاید کئی دن کی خاموشی کی وجہ سے گالی کے نشے

کے لئے سوکھی ہوئی زبان، اس معاملہ میں سنت کے مقدس لفظ کے تقدس کا لحاظ بھی نہ کر سکی۔ حدائق بخشش حصہ سوم کے صفحہ ۳۲ پر یہ گندہ شعر ملاحظہ کریں:

اسپ سنت، مادۂ خر از بدعت، آوردہ بہم

اشتر ندوہ بدست آرند، و فخر می کنند

(ترجمہ: سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر چڑھایا، تو ندوہ کا خچر پیدا ہوا، جس پر ندوہ والے فخر کر رہے ہیں)۔ اس پر مزید ریمارک سے ہمارا ہاتھ جلتا ہے۔ کسی عاشق رسول اور عاشق سنت بریلوی سے مزید تصدیق کرائیں۔

ایک گندے شخص کو پوری وہابی نسل کا باپ بنا دیا

(۱۱) ملفوظات اعلیٰ حضرت اس کے فرزند ارجمند محمد مصطفیٰ رضا خان کے قلمبند کئے ہوئے ہیں، جو بریلویوں کے لئے ۱۹۸۱ تک مفتی اعظم ہند بنے رہے۔ ان میں صفحہ ۸۳ پر عرض ہے۔ کہ کیا خلفاء راشدین کے دور میں بھی فرقۂ وہابیہ تھا۔ اس کے جواب میں احمد رضا خان نے ایک مثال حضرت علیؓ کے خوارج کی دی۔ دوسری غزوۂ حنین میں مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک بدو کے اعتراض کی دی۔ پھر بیان جاری رکھتے ہوئے تیسری مثال صفحہ ۸۸ پر یہ دی، کہ "ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں۔ ایک شخص آیا، اور مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا گیا، کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر اندر گئے تو دیکھا کہ وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا...... پھر آپ کے ارشاد پر فاروق اعظم اٹھے اور گئے، تو انہیں یہی واقعہ پیش آیا۔ پھر آپ کے ارشاد پر مولیٰ علی اٹھے، جب تک وہ جا چکا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اسے قتل کر دیتے، تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا"۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ، جس کی ظاہری اور معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ایسے بہم واقعہ کی، جس میں صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی طرف سے حضور کریم کی حکم عدولی کا نازک مسئلہ آتا ہے، اس کا کوئی معتبر حوالہ تو نہیں دیا۔ لیکن بہرحال وہابیہ کی پوری نسل کو پورا منہ بھر کر بھرپور گالی دے ڈالی۔ جس میں اس کے بقول سب دیوبندی

اور غیر مقلد شامل ہیں، جن میں مانے ہوئے شریف النسل سادات بھی ہیں، اور کئی مانے ہوئے پیر طریقت بھی۔ ان سب بزرگوں کی صحیح النسب مانی ہوئی نسل کا بھی ایسے شخص کو بے دھڑک باپ بنا ہی لیا، جو احمد رضا کے بقول حضور کا بے ادب گستاخ ہے۔ ٥

سادات کرام کو بھی نسل کی گالی

(۱۳) برصغیر کے سادات کرام سے بہت ہی دلی معذرت کے ساتھ ہم ایک مثال اور پیش کر رہے ہیں، جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں، کہ احمد رضا خان اور اس کے حواری بریلوی سادات کرام کی محبت میں ہر دم فنا ہیں۔ یہ کسی حد تک شاید صحیح بھی ہے۔ کیونکہ بریلوی اعلیٰ حضرت کا ہی یہ فتویٰ ہے کہ (۱) رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے یہ سوال کیا، کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اور یہ دعا قبول ہوئی۔ اور (۲) آپ نے بی بی فاطمہ سے فرمایا کہ اللہ نہ تجھے عذاب فرمائے گا اور نہ تیری اولاد کو۔ (۳) فاطمہ نام اس لئے ہوا، کہ اللہ نے اسے اور اس کی نسل کو آگ سے محفوظ فرمالیا۔

لیکن جب مخالفوں کا نام آتا ہے، اور خاں صاحب مزاج گرماتا ہے اور گالی کے لئے سوکھی زبان مچلتی ہے، تو وہ کسی کو نہیں بخشتی اور یہ لکھ ہی بیٹھتی ہے کہ "کوئی کفریہ عقیدہ رکھنے والا رافضی، وہابی، متصوف نیچری (سرسید اور اس کا عقیدت مند) صحیح النسب سید نہیں"۔

اس کی تفصیل

اس کی تفصیل اس طرح ہے، کہ ۱۳۱۷ھ میں ایک شخص شیخ خدا بخش نے احمد رضا خان کو ایک سوال بھیجا، کہ ایک شخص مسمی ولید اپنے کو سید کہلواتا ہے، اور اپنے رافضی عقیدہ میں غالی ہے۔ حضرت علی فاطمہ اور حسنین رضوان اللہ علیہم کو انبیاء اور رسول جیسے مانتا ہے، یہ مسلمان ہے، یا کافر اور کفریہ عقیدے والا شخص سید ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اس کو سید کہنا چاہئے یا نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے تفصیل میں ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا، جس کا نام "جزاء اللہ عدوہ بـابـائـه عرف ختم نبوت رکھا۔ یہ رسالہ تازہ ۱۹۸۸ء میں مکتبہ نبویہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس میں ختم نبوت پر کافی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ جو سوال کے پہلے

حصہ کا جواب ہے (۱)۔ آخر میں ۶ صفحات میں سوال کے دوسرے حصے کا جواب ہے، کہ ایسے شخص کو سید کہا جائے کہ نہیں، اس کے جواب میں احمد رضا خاں کئی عنواں قائم کرکے آخر میں بالکل آخری خاتمہ الکلام کا جملہ یہ لکھتا ہے کہ "نتیجہ یہ نکلا کہ یہ شخص صحیح النسب سید نہیں"۔ ساتھ ہی وہابی کو بھی بھولتا نہیں، اور سرسید احمد کو بھی نہیں بھولا، جس کو وہ نیچری کہا کرتا ہے۔ صفحہ ۱۵۱ کے آخر میں ہے کہ "کوئی بھی کفریہ عقیدہ رکھنے والا رافضی، وہابی، متصوف نیچری ہرگز صحیح النسب سید نہیں"۔

صحیح النسب سید نہ ہونے کی دلیل

اس بحث کا آغاز صفحہ ۹۶ سے اس عنوان سے کرتا ہے کہ "سید کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا اور جو کافر ہو، وہ قطعاً سید نہیں، کیونکہ فرمان الاہی بھی ہے کہ " انـه لیـس من اهلک انه عمل غیر صالح" (یہ تمہارا اہل نہیں، اس کے عمل غیر صالح ہیں) (۲)۔

آگے کچھ دلیلیں دیتا ہے، کہ اہل بیت پر جہنم نہیں۔ یا کم از کم بھی وہ دائمی جہنمی نہیں ہوسکتا، اور کافر کے لئے دائمی جہنم ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ شخص صحیح النسب نہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ اپنے کو سید کہتا ہے، تو صفحہ ۱۰۰ پر دلیل قائم کرتا ہے، کہ کہلانے اور حقیقت میں ہزاروں منزل ہیں۔ نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت ہونی چاہئے، لیکن جب اس کے خلاف دلیل قائم ہو، تو شہرت بے دلیل اور نامقبول ہوگی۔ یہیں صفحہ ۱۰۱ پر رافضی سید کا عنوان قائم

---

(۱) واضح رہے کہ آخر میں ختم نبوت کے دلائل کی تصدیق کرنے والوں میں سہارنپور، دیوبند اور گنگوہ کے بھی فتوے ہیں جن میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمود الحسن اور اعزاز علی کے نام بھی ہیں۔ جن کو عام بریلوی ختم نبوت کا منکر بیان کرکے اپنی عاقبت سنوارتے رہتے ہیں۔

(۲) واضح رہے کہ یہ الفاظ سورۃ ہود کے چوتھے رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے لئے ہیں۔ ان میں اس کافر بیٹے کے اہل یعنی تابع نہ ہونے کو کہا گیا ہے، یہ نہیں ہے کہ وہ تمہارا نسب ہی نہیں۔ نسب کی گالی دلیل کے طور پر احمد رضا خان کی اپنی اختراع ہے۔ احمد رضا خان اکثر احکام اسی طرح اپنی مرضی سے کیا کرتے تھے۔ یہ بھی نہ سوچا، کہ نبی کے نسب میں کفر ہوسکتا ہے، نسبی خرابی نہیں۔

کرکے، تفصیل دیتا ہے کہ کسی رذیل کے لئے بھی رافضی اور سید بن بیٹھنا کیا مشکل ہے۔ اکثر یہ نظر آتا ہے، کہ کوئی جگہ بدل کر وہاں جا کر سید بن بیٹھا۔

اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ بریلوی جانیں اور سادات کرام۔ ہمارے بزرگوں نے نہ تو یہ افراط کا سرٹیفکیٹ دیا ہے، کہ سید جہنم جا ہی نہیں سکتا اور نہ یہ تفریط کی ہے، کہ سید میں کوئی دوزخ کا کام واضح نظر آئے، تو فوراً نسل تک پہنچ جائیں، کہ یہ صحیح النسل سید نہیں۔

ہمارے بزرگ تو اس راہِ اعتدال پر قائم ہیں، کہ نسب میں جس کی جو شہرت قائم ہے، وہی صحیح مانی جائے گی۔ باقی کا معاملہ اللہ پاک علیم وخبیر جانے۔ باقی رہا اعمال میں کفر یا شرک، یا جہنم کا حقدار بنانے والے اعمال، تو اس کے لئے اولوالعزم پیغمبر نوح علیہ السلام کی واضح مثال قائم کرکے، قرآن پاک نے یہ مسئلہ واضح کر دیا ہے، کہ نسل دوزخ سے بچانے کے لئے کافی نہیں۔ بریلوی حضرات مفت میں نوح علیہ السلام اور بیٹے کو نسل کی گالی کا وبال اٹھا رہے ہیں۔ نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔ اس کی نسل میں کھوٹ نہیں ہو سکتا؟ آخر انسان ذات کا باپ آدم نبی تھا، اسی کی نسل سے کافر بھی بنے، اور مسلمان بھی۔

جاہل کی عقیدت ایسے ہی رنگ لاتی ہے

سادات کرام کو چاہئے کہ سوچیں، کہ جاہل اور نادان دوست سے ایک عزت ملتی ہے، تو اس سے ہزار گنا خطرناک گالی بھی ایسی ہی مل سکتی ہے۔ جیسے ایک عام کہانی مشہور ہے، کہ ایک جاہل معتقد اپنے پیر صاحب کے پاس گیا، کہ قبلہ جی! علاقہ میں چوریاں بڑھ گئی ہیں، سارا دن کام کے تھکے ہارے رات کو جاگ نہیں سکتے۔ کوئی تعویذ دی جائے، کہ گائیں بکریاں باڑے میں چوروں سے محفوظ رہیں۔ پیر صاحب نے تعویذ دے کر کہا، کہ بابا یہ دروازے پر باندھ لو۔ لیکن ایک اچھے چوکیدار کتے کا بھی انتظام کرو۔ دنیوی اسباب اور حیلہ بھی ضروری ہے۔ جاہل نے پوری سادگی اور عقیدت سے کہا، کہ "قبلہ جی! ہمارے لئے تو دعا اور تعویذ بھی آپ اور حیلہ اسباب اور کتے بھی آپ! آپ کے ہوتے ہوئے ہم اور کوئی حیلہ اسباب کتا وتا کیوں رکھیں گے!

جاہلوں کی تعریف اور جنت کے سستے سرٹیفکیٹوں پر اترانے والے اعمال میں کمزور سادات کرام کو یہ نکات خاص طور پر ذہن میں رکھنے چاہئیں، کہ ان کی صحیح شرف کی حفاظت کون کر رہا ہے۔ (یہ کتاب تازہ چھپی اور موجود ہے۔ خود ملاحظہ فرمالیں۔)

اعلیٰ حضرت کا نامکمل خواب اور حسرت

مانے ہوئے شریف النسب اور شرفاء کو نسب کی بارہ گالیوں کو آپ نے ملاحظہ فرمایا، جو ہمارے مطالعے کے مطابق کسی فحش نگار کو بھی شیطان نہیں سجھا سکا ہوگا۔ وہ بھی نسب کے معاملے میں محتاط ہی رہتے ہیں۔ ان سے پہلے اس فصل میں پہلے نمبر والے فتوے کو بھی آپ نے دیکھا، کہ بدعت کے لئے حدیثوں میں وارد وعیدوں کو کروڑوں دیوبندیوں پر چسپاں کرکے ان کو کن خطابات سے نوازا گیا ہے۔ اور ان کے معاشرتی بائیکاٹ کے لئے کیا کیا احکام صادر کئے گئے، جن کی لپیٹ میں آنے سے عام بے خبر بریلوی تو کیا، اچھے اچھے بریلوی علماء بھی اپنے آپ کو نہ بچا سکے ہیں، اور نہ بچا سکیں گے۔ اور اعلیٰ حضرت کو یہ انوکھا خواب نامکمل اور اس کی حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہونا پڑا، کہ بریلوی اور غیر بریلویوں کے قبرستان الگ ہوں، مساجد الگ ہوں، وہ شادی بیاہ، بیماری، موت، دفن کفن میں ایک دوسرے کے مکمل بائیکاٹ کا نظام قائم کریں۔ ان کے شفاخانے، رفاہی ادارے، سماجی ادارے الگ الگ ہوں، وغیرہ وغیرہ۔

مسلم اکثریت کے خلاف کفریہ فتووں کی صرف ایک جھلک

اب آیئے کہ اعلیٰ حضرت کے سینکڑوں کفری فتووں میں سے کچھ اہم فتوے دیکھیں، اور دیکھیں، کہ مسلم آبادی کی اکثریت کو وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، رافضی، نیچری، چکڑالوی وغیرہ کے گروہوں میں بانٹ کر ان کے خلاف فتووں کی شکل میں کیا کیا زہر اگلا گیا، اور اس کو پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم سلسلہ کو ہموار رکھنے کے لئے نمبر کا سلسلہ بھی ہموار رکھیں گے۔

ایک مسلمان کا سب سے قیمتی اثاثہ مسلمانی ہونا ہے

ان فتووں کو دیکھنے سے پہلے، ہر وقت ذہن میں رکھیں، اور ہو سکے تو اس پر ہر وقت عمل

گرتے رہیں، (اور اپنے ایمان کی خیر مانگیں) کہ کسی بھی اور کتنے بھی گنہگار مسلمان کے لئے دنیا کی سب سے بڑی قابل فخر اور قیمتی دولت اس کا ایمان ہے۔ ہر ایک گنہگار سے گنہگار مسلمان اس پر فخر کرتا ہے، کہ الحمد اللہ وہ مسلمان ہے۔ اور سب سے بڑی گالی یا الزام اس کی مسلمانی پر شک کو سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ آج بھی راجستھان کے کچھ علاقے ایسے ہیں، جن کے مسلمان مکمل ہندو رسم و رواج پر چلتے ہیں۔ کئی کو تو کلمہ کی بھی خبر نہیں۔ لیکن ان سے بھی کہو، کہ تم تو مسلمان نہیں، تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

اس نکتہ کو بریلویوں کا نام نہاد مجدد تو نہیں سمجھ سکا، اور نہ ہی اس نے یہ پرواہ کی، کہ شریعت نے کسی کو کافر کہنے سے بچانے کے لئے کیا کیا تاکیدیں کی ہیں۔ جن کا لفظی اقرار تو اس نے بھی کیا، جیسا کہ ہم فصل اول میں دکھا چکے۔ لیکن عملی طور پر ٹکے سیر کے بھاؤ تھوک حساب سے کفریہ فتوے لگائے اور کروڑوں دلوں کو مجروح کیا۔

بہر حال آیئے، کچھ اہم فتاویٰ مع مکمل حوالوں کے ملاحظہ فرمایئے۔

جنازہ نماز نہیں پڑھی جائے گی

(۱۳) ملفوظات جلد اول میں صفحہ ۹۸ پر ہے، کہ پوچھا گیا، کہ ایک صاحب نے وہابی کی جنازہ نماز پڑھی، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا، کہ وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم کفار و مرتد کے جنازہ کی نماز نہیں۔ (انہیں) ایسا جانتے ہوئے بھی (ان کی جنازہ نماز) پڑھنا کفر ہے"۔ (یعنی نماز پڑھنے والا خود بھی کافر ہو گیا)۔

(۱۴) اسی موضوع پر فتاویٰ رضویہ جلد چوتھی میں صفحہ ۲۱۸ پر، اور جلد دوم میں صفحہ ۱۳۱ پر بھی یہ فتویٰ ہے کہ "وہابیہ (غیر مقلد) اصلاً مسلمان نہیں۔ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ ان سے مصافحہ ناجائز و گناہ ہے۔ جس کسی نے کسی وہابی کی جنازہ نماز پڑھی، تو وہ اپنے اسلام اور نکاح کی تجدید کرے"۔ (یعنی وہ کافر ہو گیا، اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، اور نیا نکاح پڑھائے)۔ اب یہ بریلوی سوچیں، کہ ایسی نمازیں کتنے لوگ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور کتنوں نے اپنے نکاحوں کو پھر تازہ کیا ہے؟ اور کتنے اس اعلیٰ حضرتی فتوے کے تحت حرام راتیں گذار رہے ہیں۔

خطرناک فتوے

(۱۵) وہابی نے جنازہ کی نماز پڑھائی، تو گویا وہ مسلمان بغیر جنازہ نماز کے دفن کیا گیا"۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد چہارم، بحوالہ البریلویۃ از احسان الٰہی ظہیر)

(۱۶) "وہابی کو زکوٰۃ دی، تو یہ زکوٰۃ ہرگز ادا نہیں ہوتی"۔ (بریلوی مسائل کی کتاب، بہار شریعت، جلد دوم صفحہ ۳۶)۔

سب کافروں سے بُرے کافر

(۱۷) کتاب احکام شریعت میں صفحہ ۱۱۱ پر مسئلہ نمبر ۳۳ میں سوال ہے کہ کفار کی کتنی قسمیں ہیں؟ جواب میں بریلوی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ "دہریہ، مشرک، آتش پرست، کافر مرتد، مرتد مجاہر"۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "ایک اور قسم ہے مرتد منافق، جو اسلام کا کلمہ بھی پڑھتا ہے، اپنے کو مسلمان بھی کہتا ہے، اور پھر اللہ اور رسول کی توہین کرتا، یا دین کی کسی ضروریات کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔ دنیاوی حکم میں سب سے بدتر (ایسے) مرتد ہیں۔ ان سے (کافروں کی طرح) جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔ اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد، اس کے ہم مذہب یا مخالف مذہب، غرض انسان، حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جو ہو گا محض زنا ہو گا"۔ (ظاہر ہے کہ پھر اولاد کیسی ہو گی، از مصنف)۔

(۱۸) فتاویٰ رضویہ جلد چھ میں صفحہ ۱۳ پر فتویٰ ہے کہ "وہابیہ یہود و نصاریٰ سے ہندوؤں اور مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کا کفر ان سے کہیں بڑھ کر ہے"۔

(۱۹) احکام شریعت صفحہ ۱۲۲ پر فتویٰ ہے کہ "وہابیہ اخبث و اضر (سب سے زیادہ پلید اور نقصان کار) اور ہر کافر اصلی یہودی بت پرست مجوسی سے بدتر ہیں"۔

(۲۰) ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۱ پر اعلیٰ حضرتی ارشاد مبارک ہے، کہ اگر ایک جلسہ میں آریہ، عیسائی، بھی ہوں اور دیوبندی اور قادیانی وغیرہ، جو اسلام کا نام لیتے ہیں، وہ بھی ہوں، تو وہاں (آریوں اور عیسائیوں کو چھوڑ کر پہلے) دیوبندیوں کا رد کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام

سے نکل گئے۔ مرتد ہوئے اور مرتدوں کی موافقت بدتر ہے کافر اصلی کی موافقت سے"۔

ذبیحے مردار، نماز نماز نہیں، مسجد مسجد نہیں

(۲۱) کتاب احکام شریعت میں صفحہ ۱۲۲ پر مسئلہ نمبر ۴۴ میں فتویٰ ہے کہ "رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، چکڑالوی، نیچری، قادیانی ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار اور حرام ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار اللہ کا نام لیں اور کیسے ہی متقی و پرہیزگار بنتے ہوں، کہ یہ سب مرتد ہیں"۔

(۲۲) ملفوظات جلد اول میں صفحہ ۱۳۲ پر وہابیہ کے بارے میں تین حکم ارشاد کئے گئے ہیں۔ ایک ان کی نماز نماز نہیں، نہ جماعت جماعت ہے۔ دوم ان کی مسجد مسجد نہیں، بلکہ گھر کی طرح ہے۔ سوم ان کی اذان باطل ہے۔ اگر کوئی کہے تو اس کو لوٹانا چاہئے۔

دعا کرنا فضول ہے

(۲۳) ملفوظات حصہ سوم میں صفحہ ۳۱۸ پر سوال ہے، کہ وہابیہ کے لئے اللہ سے ہدایت کی دعا کی جائے یا نہیں۔ ارشاد فرمایا گیا، کہ "وہابیہ کے لئے دعا فضول ہے، ثم لایعودون ان کے لئے آچکا ہے۔ وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے"۔ کتاب "اجلی انوار الرضا" میں صفحہ ۴۴ پر ہے، کہ وہابی کا تو نام ہی فضول ہے۔ وہ نہ کبھی دین میں تھے، نہ کبھی ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ یمرقون من الدین کما .... وہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ پھر لوٹ کر نہ آئیں گے"۔

واضح رہے کہ اسلام رحمت اور خیر خواہی کا دین ہے۔ اس میں کافروں کے لئے بھی حکم ہے، کہ ان کی ہدایت کی کوششیں بھی کرو، تمنا بھی رکھو، اور دعائیں بھی مانگتے رہو۔ یہ حکم بھی ہر ایک کو معلوم ہے، کہ السلام علیکم، وعلیکم السلام خاص اسلامی شعار ہے۔ لیکن اس کی جگہ پر یہ شفقت بھرا حکم ہے، کہ اگر کوئی غیر مسلم السلام علیکم کہے، تو جواب میں یہ کہو کہ "ہداکم اللہ" (اللہ تم کو ہدایت والا کرے)۔ لیکن بریلویوں کو اعلیٰ حضرت کا حکم ہے، کہ وہابیہ کے لئے دعا نہ کیا کرو، یہ فضول ہے۔ اب یہ کسی بریلوی عالم اور محدث سے ہی پوچھیں، کہ حدیث کہاں اور کس کے لئے تھی۔ جس کو وہابیوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ ان کے اعلیٰ حضرت نے تو حوالہ نہیں دیا۔

اور حضورؐ کے دور میں دیوبندی یا غیر مقلد تو تھے نہیں، تو ظاہر ہے کہ یہ کسی خاص گروہ کے لئے ارشاد تھا، جس کو وہابیوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔

اسلام میں یہ برہمن شودر کا مسئلہ کیسے آیا؟

(۲۴) فتاویٰ رضویہ جلد اول میں صفحہ ۲۰۸ پر نفرت کے پرچار کی یہ انتہا دیکھیں، کہ فتویٰ ہے کہ "ان سے (وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں وغیرہ سے) مصافحہ کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بلکہ اگر بلاقصد بھی ان کے بدن سے بدن چھوجائے، تو وضو نئے سرے سے کرنا مستحب ہے"۔ (نوٹ: یہ ایک برہمن کا شودر کے لئے حکم معلوم ہوتا ہے، کیونکہ سچے دین اسلام میں غیر مسلم سے بدن چھونے پر بھی وضو میں کوئی قباحت نہیں آتی)۔

ابھی مزید نفرت کا یہ پرچار بھی ملاحظہ فرمایئے: فتاویٰ رضویہ جلد چھ میں صفحہ ۹۵ پر فتویٰ مبارکہ ہے کہ "قادیانی، غیر مقلد، رافضی، نیچری، دیوبندی کے ساتھ کھانا پینا، السلام علیکم کہنا، ان سے موت اور حیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا، سب حرام ہے، نہ ان کے ہاں نوکری کرنے کی اجازت ہے، نہ ان کو نوکر رکھنے کی اجازت، کہ ان سے دور بھاگنے کا حکم ہے"۔

(۲۶) فتوؤں کی کتاب احکام شریعت جلد اول میں صفحہ ۸۰ پر فتویٰ ہے کہ "بدمذہب کے لئے تو حدیثیں یہ فرماتی ہیں کہ وہ جہنمیوں کے کتے ہیں۔ ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ محمد ابن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے کوئی بشارت نہیں۔ اگرچہ ان کا نام محمد ہے، اور یہ جو حدیث میں ہے، کہ جس کا نام احمد یا محمد ہے، اللہ اسے جہنم میں داخل نہیں کرے گا، یہ حدیث صرف سنیوں (بریلویوں) کے لئے ہے۔ بدمذہب (وہابی) تو اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں مظلوم مارا جائے، اور اپنے اس مارے جانے پر صابر اور ثواب کا طالب رہے، تب بھی اللہ عزوجل اس کی بات پر نظر نہ فرمائے، اور اسے جہنم میں ڈالے"۔

اس مسئلہ پر مزید تفصیل اپنے کسی بریلوی مولوی سے پوچھئے، کہ مسلمانوں میں عقائد کے لحاظ سے جو فرقے ہوئے، ان کے لئے بھی کسی مفتی نے ان دلائل کے ساتھ ایسا فتویٰ دیا؟ یہ بھی ذہن میں رکھیں، کہ اس فتویٰ میں حوالہ اعلیٰ حضرت والی اسی حدیث کا ہے، جس میں اس لفظ بدعت کا ترجمہ بدمذہب کرکے نکاح کو گالی بنایا گیا ہے۔ جس کا فتویٰ نمبر ۲ حوالہ ہے۔

نذیر حسین دہلوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، اور ان کی کتابوں تقویۃ الایمان، معیار الحق، براہین...... تحذیر الناس، حفظ الایمان، بہشتی زیور وغیرہ کو کیسا جانتا ہے۔ اگر صاف کہے، کہ یہ سب لوگ بے دین گمراہ ہیں اور یہ کتابیں کفر و ضلالت سے بھری ہوئی ہیں، تو (پھر) ظاہر ہوگا، کہ وہ وہابی نہیں، ورنہ ضرور وہابی ہے۔ جھوٹوں کی قسم پر اعتبار نہیں کرنا"۔

نوٹ: اس فتوے میں کیا کیا زہر کس طرح بھرا ہوا ہے، اور جاہل عوام کو کیا جرأتیں دی جارہی ہیں! ہم کیا لکھیں، آپ خود سوچیں۔

دیوبندی کتابیں پیشاب پاخانہ سے زیادہ نجس ہیں

(۳۳) اعلیٰ حضرت کی مکمل گالیوں بھری کتاب سبحٰن السبوح کا تفصیل سے ہم ذکر کر آئے ہیں۔ اس کے صفحہ ۷۵ کے حاشیہ میں یہ بھی ملاحظہ کے لائق ہے، کہ "کسی عاقل کے ہاں دیوبندیوں کی کتابیں تھوکنے کے بھی لائق نہیں ہیں۔ بلکہ ان پر پیشاب کرنا، اپنے پیشاب کو مزید ناپاک کرنا ہے۔ اے اللہ! ہمیں دیوبندیوں، یعنی شیطان کے بندوں سے اپنی پناہ میں رکھ"۔

(۳۴) اعلیٰ حضرت بہ قلم خود فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں صفحہ ۵۴ پر فتویٰ لکھتے ہیں، کہ "بہشتی زیور ایک ایسے شخص (مولانا تھانوی) کی لکھی ہوئی کتاب ہے، جس نے حضور کریم ﷺ کو گالی دی اور جس کے متعلق تمام علمائے حرمین نے فرمایا، کہ جو شخص اس کی باتوں سے مطلع ہو کر بھی، اسے مسلمان جاننا تو درکنار، اس کے کافر ہونے میں شک بھی کرے، تو وہ خود کافر ہوجائے گا۔ (اس لئے) بہشتی زیور کا دیکھنا مسلمان بھائی کے لئے حرام ہے"۔

ان کو دیکھنا پڑھنا حرام ہے

(۳۵) دیوبندیوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوتھیوں سے بدتر ہیں۔ ان کی کتابوں کو دیکھنا حرام ہے۔ البتہ ان کتابوں کے ورقوں سے استنجا نہ کیا جائے، (اور یہ) حروف کی تعظیم کی وجہ سے (کیا جائے)، نہ کہ ان کتابوں کی تعظیم کی وجہ سے"۔ (فتاویٰ، جلد دوم، صفحہ ۱۳۶)

(۳۶) ایک اور جگہ یعنی ملفوظات جلد سوم میں صفحہ ۳۷۱ پر اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے، کہ "عالم کامل کو بھی ان کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے، کہ انسان ہے، ممکن ہے کہ کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہوجائے"۔ (یعنی ان سے اتفاق کرلے)۔

اب پڑھنے والے خود سوچیں، کہ قرآن پاک میں کافروں کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ "وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن مت سنا کرو"۔ اعلیٰ حضرت کا خوف بھی صاف جھلک رہا ہے، کہ انسان ہے، ممکن ہے کوئی بات دل میں جم جائے۔ اس پر معاذ اللہ بھی خوب ہے۔ پھر یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیں، کہ ہماری تربیت کرنے والوں نے بچپن میں یہ ذہن میں بٹھایا تھا، کہ کسی خالی کاغذ کو بھی پاؤں کے نیچے مت لاؤ۔ کیونکہ یہ علم کے لئے پیدا ہوا ہے اور علم کی دل میں وقعت نہ ہوگی، تو کوئی علم فائدہ نہیں دے گا۔ ادھر دینی کتابوں کے لئے کیا کہا جارہا ہے، جو کسی کی بھی لکھی ہوئی ہوں، لیکن بہرحال ان میں قرآن و حدیث اور شرعی مسائل کا حوالہ تو ہوگا ہی اور اللہ اور رسول کا نام تو عام جام ہوگا۔ فتویٰ نمبر ۳۳ بار بار دیکھیں۔ مزید ہم کیا کہیں، بلکہ کوئی بھی شریف آدمی کیا کہے، کیسے کہے اور کن سے کہے!

ہزاروں کافروں سے بھی بُری صحبت

(۳۷) فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں ص ۵۵ پر اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ہے، کہ "مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے، یہی وہ ہے، کہ جس کی صحبت ہزاروں کافروں سے بھی بُری اور زیادہ نقصان کار ہے، کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ، خصوصاً دیوبندیہ، کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت کہتے ہیں، حنفی بنتے، چشتی نقشبندیہ بنتے، نماز روزہ ہم جیسا کرتے، ہماری کتابیں (حدیث و فقہ کی) پڑھتے پڑھاتے ہیں"۔

(۳۸) اسی کتاب میں صفحہ ۷۰ پر ہے کہ "اور اب جو اہل حدیث کہلاتے ہیں، وہ ضرور اسماعیلی (سید اسماعیل شہید کے پیرو) اور گمراہ ہیں۔ اور دیوبندیہ ان سے (بھی زیادہ) گمراہ اور صریح مرتد ہیں"۔

نکاح میں ان کی گواہی نہیں چلے گی

(۳۹) بریلوی اعلیٰ حضرت کی فتاویٰ کی ایک کتاب ہے "فتاویٰ افریقہ"۔ جس میں افریقہ سے آئے ہوئے سوالوں کے جواب دیئے گئے تھے۔ اس کے صفحہ ۶۹ پر ایک انوکھا فتویٰ ہے کہ "مسلمان عورت کے نکاح میں دو۔ گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اگر یہ گواہ بدمذہب بھی ہوں، جیسے تفضیلی شیعہ، تو نکاح میں خلل نہیں۔ لیکن اگر یہ دونوں گواہ ایسے

بدمذہب ہوں، جن کی ضلالت کفر اور ارتداد کو پہنچی ہوئی ہے، جیسے رافضی، وہابی، دیوبندی، نیچری، غیر مقلد، چکڑالوی، قادیانی، تو نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ دو مسلمان گواہ شرط ہیں"۔

بریلوی پھر سوچیں کہ کتنوں کے نکاح صحیح نہیں ہوئے اور نہیں ہو رہے ہیں۔

(۴۰) اس کتاب میں صفحہ ۱۷۰ پر ہے کہ "غیر مقلد وہابی سلام کرے، تو اگر فتنے کا خوف نہ ہو، تو جواب دینے کی اصلاً ضرورت نہیں"۔

(۴۱) اعلیٰ حضرت کی کتاب فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں صفحہ ۱۷۰ پر فتویٰ ہے کہ "وہابی مرتد ہیں" اور مرتد کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے گنگا پرشاد کے پیچھے"۔

ان کے کنوؤں کا پانی نہ پیو

(۴۲) بریلویوں کے تازہ دور کے مفتی احمد یار خان گجراتی اپنی کتاب "جاء الحق" میں حصہ دوم میں صفحہ ۲۲۲ پر لکھتے ہیں کہ "حنفیوں کو چاہئے کہ غیر مقلد وہابیوں کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور ان کے کنویں کا پانی بے تحقیق نہ پئیں، ان کے کنویں اکثر گندے ہوتے ہیں۔ جن سے یہ لوگ کپڑے دھوتے، نہاتے اور وضو کرتے ہیں"۔

یہ کوئی بریلوی ہی بتائے، کہ مشترکہ آبادی والے ملک برصغیر میں لکھی گئی معتبر کتاب "فتاویٰ عالمگیری" میں ہندوؤں کے کنوؤں کے بارے میں کوئی ایسا فتویٰ ہے؟!

(۴۳) اعلیٰ حضرت کے فتوؤں کی کتاب "فتاویٰ افریقہ" میں صفحہ ۱۲۴ پر مختلف فتنوں اور قادیانی فتنے کے ذکر کے بعد صفحہ ۱۲۵ پر ہے کہ "ظاہر میں ان سب میں ہلکے، لیکن حقیقت میں ان سب سے سخت وہابیہ ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے، اور ان کو رسوا کرے، اور ان کا ٹھکانہ اور مسکن جہنم کرے"۔

ان کے علماء کی توہین کرنا فرض ہے

(۴۴) اعلیٰ حضرت کی فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں صفحہ ۱۱۸ پر سوال ہے، کہ لوگ علماء کو حقارت سے گالی دیتے ہیں۔ جواب میں ہے کہ "عالم دین صحیح العقیدہ سنی کی توہین کفر ہے۔ مگر عالم وہی ہے، جو سنی صحیح العقیدہ (بریلوی) ہو۔ بدمذہبوں کے علماء، علماء دین نہیں۔ یوں تو ہندوؤں میں پنڈت اور نصاریٰ میں پادری ہوتے ہیں۔ ابلیس بھی کتنا بڑا

عالم تھا .... ایسوں کی توہین کرنا کفر نہیں، بلکہ تا حد مقدور فرض ہے"۔ پڑھنے والے خود سوچیں، کہ کس طرح ہر ایک جاہل، موالی کو ہتھیار دے دیا گیا ہے، کہ علماء کی پگڑی اتارتے رہیں اور سمجھیں، کہ فرض ادا کر رہے ہیں۔

یہ زہر بھی بار بار غور سے پڑھئے

(۴۵) اسی کتاب میں صفحہ ۸۶ سے ۸۹ تک ایک طویل سوال جواب میں محمد بن عبدالوہاب، سید اسماعیل شہید، سر سید، مولانا خلیل احمد دیوبندی، نواب صدیق حسن بھوپالی، اور ان کے کچھ شاگردوں کے بارے میں کچھ حوالوں کو بہت بڑے اور برے گالی باز جملوں میں بیان کر کے، ان کے بارے میں پوچھا گیا ہے، کہ ان کو عالم دین سمجھنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اعلیٰ حضرت بھی مکمل دو صفحوں میں گالیوں، لعنتوں کی بھرمار کے بعد صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں کہ "یقیناً وہ سب بدعتی اور استحقاق ناری جہنمی اور جہنم کے کتے ہیں۔ انہیں خوارج اور روافض کے مثل کہنا، روافض وخوارج پر ظلم اور ان وہابیہ کی جنابت کو کم کر کے دکھانا ہے۔

(۴۶) سوئر سے بھی بروں کے کتے

اسی کتاب یعنی فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں صفحہ ۳۲ پر بنارس کے مولوی محمد عبدالحمید نے ۱۱ شعبان ۱۳۳۵ھ کو ایک سوال کے ذریعے غیر مقلدین کے عقائد کو توڑ مروڑ کر دس سوالات کئے، جن کے جوابات احمد رضا خان نے صفحہ ۳۲ سے ۳۵ تک دیے ہیں۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کی توہین اور ایذاء دینے والے کہتا ہوا، سوال نمبر ۵ کے جواب کو صفحہ ۳۵ پر ان الفاظ میں اختتام پر پہنچاتا ہے کہ "تو جسے اللہ پاک عز وجل دنیا اور آخرت میں ملعون کرے، وہ نہ ہوگا مگر کافر؛ اور یہ وہاں ہے کہ حق ظاہر ہونے کے بعد بھی عناد ہو۔ جیسے اب وہابیہ اعدائے دین کا حال ہے۔ ان پر خدا کی مار ہو۔ ان کے وصف کو ایک حدیث بس ہے، جو دار قطنی اور ابو حاتم خزاعی نے ابوامامہ باہلیؓ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اھل البدع کلاب اھل النار. گمراہ لوگ (اہل البدع) دوزخیوں کے کتے ہیں۔ کتا اور وہ بھی بدترین خلائق یعنی دوزخیوں کا، جن کو فرمایا اولٰئک ھم شر البریہ. وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں، کتے

سے بدتر، سؤر سے بدتر، سؤر کے لئے اگر کوئی کتا فرض کیا جائے، تو ایسے لوگ سؤر سے بھی بُروں کے کتے ہیں۔ الا لعنة اللہ علی الظٰلمین. (ظالموں پر اللہ کی لعنت!)"۔

دین کا عالم یا جھگڑالو اور کوسنے والی عورت!

پڑھنے والے اس فتوے کے لفظ لفظ پر بار بار غور کریں۔ انہیں یہ کسی عالم کی زبان لگتی ہے، یا کسی جھگڑالو عورت کا کوسنا اور پیٹنا لگتا ہے، جس کا کوسنے اور بُرا کہنے سے پیٹ ہی نہیں بھرتا۔ یہ بھی غور کریں، کہ جو حدیث اعلیٰ حضرت نے گھڑی ہے، وہ کبھی کسی مفتی نے کہیں پر کسی حقیقی مرتد یا مانے ہوئے اسلام دشمن پر بھی استعمال کی ہے؟ پھر اس میں صرف کتے کا لفظ ہے، تو یہ باتمیز عالم صاحب اس کو سؤر تک لے گیا۔ ابھی بھی زبان کی خشکی نہیں مٹی، تو سؤر سے بھی بدتر خیالی جانوروں کے خیالی کتوں تک لے گیا۔ آگے کچھ نہ بچا، تو پھر بھی لعنت کے بغیر اس کے قلم کو قرار نہیں آیا۔

تقریباً ہر ایک فتوے میں کافر، مرتد، ملعون کے لفظ تو ملیں گے ہی، لیکن اللہ ان کو رسوا کرے، ان پر اللہ کی مار، ان پر لعنت، خذلہم اللہ وغیرہ بھی ملیں گے۔ نکاح نہ ہونے کے لئے سب الفاظ ختم ہو گئے، اور ابھی کوسنے کے جذبہ کی تسکین نہ ہوئی تھی، تو حیوان سے نکاح کا بھی ذکر کیا گیا۔ اولاد کے ولد الزنا ہونے کا لفظ بھی کئی جگہ عام لکھا ہے۔ حالانکہ وقار اور سنجیدگی، تہذیب اور شائستگی ایک دینی عالم کا بنیادی شیوہ بلکہ اس کے علم اور عالم ہونے کی خاص شناخت ہوتی ہے۔ نئے بنے ہوئے بریلوی ڈاکٹر مسعود صاحب سے خصوصی گذارش ہے، کہ آپ نے یہ تو لکھ دیا کہ "بسا اوقات لہجہ بھی نہایت درشت ہے، لیکن کسی مقام پر تہذیب و شائستگی سے گرا ہوا نہیں"۔

لیکن وہ صرف ایک کام کریں، کہ پوری اسلامی دنیا کے فتاویٰ کا رکارڈ کھنگال کر کوئی ایک فتویٰ ایسا دکھائیں، جس میں کفر کا فتویٰ صادر کرنے کے بعد اس کو کافی نہ سمجھ کر مزید وضاحت کے لئے ایسے ناشائستہ الفاظ بھی لکھے گئے ہوں، یا یہ کہہ دیں، کہ یہ حدود شائستگی کے ہی ہیں!

انتہائی غیر ذمہ دار یا مَن موجی مفتی

کئی بار مسئلہ کے فقہی دلائل کی بجائے، اپنی مَن کی موجی موڈ میں جو دل میں آیا، وہ لکھ

لیا۔ اور ان کو قرآن وحدیث کے دلائل کہہ دیا، یا اپنی طرف سے بغیر دلیل کے حرام وحلال کا مسئلہ بنا دیا۔ مزید یہ دو مثالیں دیکھیں:-

(۴۷) فتووں کی کتاب "احکام شریعت"، حصہ دوم، مسئلہ نمبر ۷۔

سوال داڑھی منڈانے اور کتروانے والے کے بارے میں ہے۔ جواب کے الفاظ ہیں، کہ "داڑھی منڈوانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے۔ فرض یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادۂ قتل کی وعیدیں وارد ہیں۔ اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔ اس کا حشر نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ ہوگا"۔

داڑھی منڈانے کتروانے کی امامت وغیرہ کے بارے میں اصل احکام کا یہاں موقع نہیں۔ یہاں سوال اعلیٰ حضرت کے قرآن وحدیث پر اس افتراء کا ہے، کہ حدیث میں اس پر ارادۂ قتل کی وعیدیں آئی ہیں، اور قرآن پاک میں لعنت ہے۔ یہ سوال کئی دفعہ اٹھایا گیا، مگر کوئی بریلوی یہ حوالے نہیں دے سکے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر کھلا افتراء من کی موج میں قلم سے نکل گیا۔

کوٹ پتلون حرام، اشد حرام

(۴۸) ڈاکٹر مسعود صاحب اپنے امام کی انگریز دشمنی ثابت کرنے کے لئے، اپنی کتاب "گناہ بے گناہی" میں اس کی ایک دلیل میں، فتاویٰ رضویہ حصہ سوم ص ۴۴۲ مطبوعہ لائل پور کے اس فتویٰ کا حوالہ دیتے ہیں۔ "انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام، اشد حرام۔ اور انہیں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی، قریب بہ حرام، واجب الاعادہ، جائز کپڑے پہن کر نہ لوٹائے، تو گنہگار مستحق عذاب۔ والعیاذ باللہ"۔

یہ لباس حرام، اشد حرام، نماز مکروہ تحریمی۔ نہ لوٹائی تو مستحق عذاب، کن فقہی دلائل سے ہے۔ کیا خود ڈاکٹر صاحب نے اپنی نمازیں لوٹائی ہیں؟ آج کل کے بریلوی عالم اس فتوے کے اس حکم، اور ان دلائل کی اشاعت کے لئے تیار ہیں؟ اس پر عامل ہیں۔ یا یہ معلوم ہونے پر اب اس پر عمل کریں گے اور کروائیں گے؟ یا اس کو بھی اپنے اعلیٰ حضرت کی من موجیوں میں شمار کر کے مسلکاً خاموش ہی رہیں گے؟ یہ سوالات اب قارئین کرام کے ذمے لگا کر، ہم آگے کی مسل کی طرف بڑھتے ہیں۔ جس میں اس سے بھی زیادہ اعلیٰ حضرتی تماشے دیکھنے کو ملیں گے۔

فصل ہفتم

صفحہ ۲۰۵ - ۲۲۵

۶۳۵ اور ۲۰۲۵ کفریات کے ملزم دو طبقے

بدایونی، رامپوری اور پیلی بھتی علماء بدعات میں ہم مسلک اور ہم نوا تھے۔ جمعہ کی خطبہ کی اذان کے فروعی مسئلے پر اختلاف۔ اعلیٰ حضرتی غیض وغضب۔ بدایونیوں پر ۶۳۵، اور رامپوریوں پر ۲۰۲۵ کفری الزامات۔

اعلیٰ حضرتی کردار کا حیرت انگیز پہلو۔

اک ذرا سی بات پر

۶۳۵ اور ۲۰۲۵ کفریات کے ملزم دو طبقے

جو اپنے ہی تھے

قارئین کرام میں سے اکثر نے یہ شعر سنا اور پڑھا ہوگا، جس میں منہ زور کی زور آوری کی اس طرح شکایت کی گئی ہے، کہ "اک ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے" شکایت بالکل بجا ہے۔ کسی شکایت پیدا ہوجانے پر یارانے نہیں ٹوٹا کرتے، تہذیب و شائستگی کی دنیا میں تعلقات کی اپنی اہمیت ہوا کرتی ہے۔ معاملات کے ہر ایک پہلو کو اپنے اپنے خانوں میں اپنی اپنی حدود کے اندر رکھ کر دوسرے معاملات اور تعلقات کو ان کے منفی اثرات سے محفوظ، اور باقی اختلافات اپنی جگہ پر قائم رکھے جاتے ہیں۔

لیکن اعلیٰ حضرتی دربار وہ دربار تھا، جس میں "اک ذرا سی بات پر" صرف یارانے ہی نہیں جایا کرتے تھے، بلکہ ۶۳۵ اور ۲۰۲۵ کفری الزامات سے پرویا ہوا ہار بھی سر عام پہنایا جاتا تھا۔ پھر سوچیں، کہ صرف ایک فروعی مسئلہ پر، اور تین رسالوں اور تین جوابی رسالوں کے لکھنے پر اتنے سارے کفری الزامات! آخر آپ یا کوئی کیونکر اعتبار کرے! لیکن محترم قارئین صاحبان! جس تہذیبی دنیا کی رسمیں سوچ کر، یا خود اختیار کر کے آپ یہ اعتبار کرنے کو تیار نہیں، اس سے الگ ایک نرالی دنیا بھی تھی۔ وہ بریلی میں اعلیٰ حضرتی دربار تھی، جس نے یہ ممکن کر دکھایا۔

یہ پورا شعر اس طرح ہے:

اک ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
پھر بھی اچھا ہی ہوا، کچھ لوگ پہچانے گئے

کون سی بات پر کس قسم کے مضبوط یارانے ٹوٹے، اور ان کی جگہ کن کدورتوں اور الزاموں نے جگہ لی، اور کس قسم کی پہچان سامنے آئی، اس پوری تفصیل کو تحریری موجود ریکارڈ سے ہم پیش کرتے ہیں۔ مزید رائے یا فیصلہ آپ کا اپنا ہوگا:

ہم مسلک بدایونی اور رامپوری علماء

بھارت کے شہر بدایون میں ایک عالم پیدا ہوا، فضل رسول بدایونی اس کا نام تھا۔ اس نے پہلے پہل شاہ اسماعیل شہید کے عقائد کو توڑ مروڑ کر انتہائی سخت الفاظ میں کفریہ الزام لگائے اور کچھ کتابیں لکھیں۔ وہ انگریز سرکار کے ملازم تھے، اور اس وقت کی عام تنخواہوں سے بہت اونچی تنخواہ لیتے تھے۔ اس لئے عام طور پر وہ "انگریز کے نمک خوار" گنے جاتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے بھی شاہ شہید اور بعد میں دیوبندیوں پر الزامات میں اس کے حوالے بھی دیئے، اور نقش قدم بھی لئے۔

مولانا فضل رسول بدایونیؒ کے ہونہار فرزند مولانا عبدالقادر بدایونی کا مدرسہ بدایون میں بدعات کی تائید و ترویج کے لئے مشہور تھا۔ بریلی کے اعلیٰ حضرت ان کے خاص مداح تھے۔ ان کو تاج الفحول کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ان کی مدح میں تقریباً ایک سو اشعار کا قصیدہ "چراغ انس" کے نام سے حدائق بخشش میں موجود ہے، اسی مولانا عبدالقادرؒ نے مولانا نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ "ابطال اغلاط قاسمیہ" لکھا۔ لیکن وہ اغلاط کی نشاندہی اور اختلافات تک محدود تھا۔ مولانا نانوتویؒ پر سخت کفریہ الزامات نہیں لگائے اور نہ اعلیٰ حضرت کی کتاب حسام الحرمین کی طرح یہ لکھا، کہ اس میں عقیدہ ختم نبوت کا قطعی انکار، اور ایسی کھلی کفریہ عبارتیں یا عقیدے ہیں، کہ جو ان کے کفر میں شک کرے گا، وہ خود بھی کافر ہو جائے گا۔

بہر حال بدایون کے مولانا عبدالقادر کے مدرسہ میں ان کے فرزند، شاگرد اور جانشین یہ مدرسہ چلا رہے تھے، یہ مدرسہ عام بدعات میں عملی اور علمی طور پر اتنا آگے تھا، اور دیوبندیوں کا اتنا مخالف تھا، کہ ان کے زیر اثر پلنے بڑھنے والے ماہر القادری نے اپنے بچپن اور جوانی کے واقعات میں لکھا ہے، کہ میں کسی کتاب پر کسی دیوبندی کا نام اعزازی القاب سے لکھا ہوا دیکھتا، تو اس کو مٹا کر گالیاں لکھ دیتا اور سمجھتا تھا کہ کافی نیکی کمائی ہے۔ یہ تفصیل آگے دیوبندیوں پر الزامات کی فصل میں بیان ہوگی۔ لیکن بہر حال اپنے مسلک میں اتنا پختہ ہوتے ہوئے بھی، انہوں نے دیوبندیوں کو کھلا کافر قرار نہ دیا اور پورے ملک کے دوسرے علماء کی طرح اعلیٰ حضرت کی الزامی کتاب حسام الحرمین پر تصدیق لکھنے سے انکار کیا۔

یہ بھی کفری الزامات سے نہ بچ سکے

بہر حال اسی مدرسہ سے اعلیٰ حضرت کے خاص الخاص ممدوح تاج الفحول مولانا عبدالقادر کے بیٹے کے ہوتے ہوئے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ایک چھوٹے سے فروعی جمعے کی خطبہ کی اذان مسجد کے اندر یا باہر ہونے کے مسئلہ پر اختلاف ہوا۔ تو اعلیٰ حضرت نے بات کو بڑھاتے بڑھاتے، اس مدرسہ اور اس کے اراکین پر ایک دو چار چھ آٹھ نہیں، بلکہ ۲۳۵ کفری الزامات مڑھ لئے، اور اعلان کر دیا، کہ یہ اللہ اور رسول ﷺ کے ایسے دشمن اور گستاخ ہیں، کہ جو کوئی یہ سب کچھ پڑھنے اور جاننے کے بعد بھی ان کے ساتھ کفار اور مرتدین جیسا سلوک نہیں کرے گا، وہ خود بھی انہیں کی طرح اللہ کی لعنت اور عذاب کا مستحق ہو جائے گا۔ ایسا ہی فتوے دوسرے ہم مسلک گروہ رامپور اور پیلی بھت (گجرات) کے علماء کے سر بھی لگا۔ جن کے سر دو ہزار پچیس الزام لگے۔ ان کا ذکر اس کے بعد آئے گا۔

خطبہ کی اذان کا مسئلہ

آیئے کہ پہلے اصل اختلافی مسئلہ کی تفصیل اختصار کے ساتھ پیش کریں:

احمد رضا خان نے سوچا کہ اپنے مسلک کی الگ پہچان کے لئے اس نے جو چند خصوصی نشانات بنائے ہیں، جیسے اذان سے پہلے خطابی درود و سلام، جمعہ نماز کے بعد سلام و قیام، میلاد کا قیام، عرس اور میلاد کی خصوصی محفلیں، تیجے، دسویں، چالیسویں اور گیارہویں کے خصوصی رسوم وغیرہ، تو اس میں ایک اور نشان بڑھایا جائے۔ اس کے لئے اس کو یہ مسئلہ سوجھا، کہ جمعہ کے خطبہ کی اذان، جو حضور کریم ﷺ کے دور سے فاروقی دور تک مسجد کے باہر دروازے پر دی جاتی تھی، اس کو سنت کے احیاء کے نام پر واپس مسجد کے باہر دروازے پر دینے کا رواج پیدا کر کے اس کو اپنی بریلوی مساجد کا خصوصی نشان بنا کر جائیں۔ لیکن یہ مسئلہ خود بریلویوں کے لئے بھی بڑا دیر ہضم ثابت ہوا، اور اعلیٰ حضرت یہ حسرت اپنے ساتھ ہی لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

اصل مسئلہ کی نوعیت

اس مسئلے کی اصل نوعیت یہ ہے، کہ حضور کریم ﷺ کے دور مبارک میں جب جمعے کی

نماز جاری ہوئی، تو اس کے لئے دوسری پنج وقتہ نمازوں کی طرح پہلی اذان نہیں ہوتی تھی۔ اس دور میں جمعے کا دن مسلمانوں کے لئے عید کے دن کی طرح ہوتا تھا۔ اور عید کی طرح بغیر اذان کے لوگ کافی پہلے مسجد میں جمع ہوجاتے تھے۔ اور عید کی طرح اذان کے ذریعے نماز کے وقت کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ البتہ جب خطبے کا وقت ہوتا تھا، تو مسجد کے باہر دروازہ پر اذان ہوتی تھی۔ جس کا مطلب یہ ہوتا تھا، کہ رہ جانے والے بھی آجائیں، اور اب مکمل سکوت اختیار کیا جائے، کہ خطبہ شروع ہوتا ہے۔ یہ طریقہ اول دو خلفاء کے دور تک جاری رہا۔ بعد میں لوگوں کی تعداد بڑھی، جمعے نماز سے پہلے کام کاج اور مشغولیاں بھی بڑھیں، مسجد کی وسعت بھی بڑھی، تو سیدنا عثمان ذوالنورین کے دور مبارک میں یہ ضرورت محسوس ہوئی، کہ دوسری پانچ نمازوں کی طرح جمعہ کی نماز کے لئے بھی وقت کے اعلان کے لئے ایک الگ اذان کا اضافہ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ پانچ وقتہ اذانوں کی طرح اس کے لئے جگہ بھی وہی رکھی گئی، جہاں سے دور دور تک یہ اعلان پہنچ سکے۔

اور خطبہ کے لئے جو اذان ہوتی تھی، اس کی حیثیت اب جمعہ کی اذان ثانی کی رکھی گئی۔ جس کی غرض اب صرف یہ رہ گئی، کہ موجود نمازیوں کو بتایا جائے، کہ دوسرے ذکر و اذکار یا باتیں بند کرو، اور سکوت اختیار کرو، کہ خطبہ شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے اب اس کی امام کے سامنے باہر کے دروازہ پر ضرورت نہ رہی۔ بلکہ اس کو امام اور منبر کے سامنے مسجد کے اندر رکھا گیا، اور یہ جمعے کی اذان ثانی یا خطبے کی اذان کہلائی۔

اس پر صحابہ کا اجماع ہوا

سیدنا عثمان ذوالنورین کی اس رائے سے سب صحابہ اور باب العلم سیدنا علی المرتضیٰؓ نے مکمل اتفاق کیا۔ اس طرح اس مسئلہ پر فاروق اعظمؓ کی بیس رکعت تراویح باجماعت کی طرح مکمل اجماع قائم ہوگیا۔ بعد میں فقہ کے سب اماموں کا بھی اس پر اجماع ہی رہا، اور اس دور سے لے کر آج تک پوری مسلم دنیا میں چودہ سو برس سے اس پر مکمل اجماع اور ہر جگہ عمل ہوتا آیا ہے۔ خود احمد رضا خان یا اس کے کسی حامی نے بھی کہیں کوئی ایسی مثال نہیں دی، کہ کسی دور میں، کہیں پر کسی مجتہد فقیہ یا محدث یا عالم نے اس سے اختلاف کا اظہار کیا ہو۔

پوری مسلم دنیا کا اجماعی عمل

دین کی تعلیم سے کم واقفیت رکھنے والے قارئین کرام کے لئے، ہم یہاں یہ بھی بتاتے چلیں کہ کسی مسئلہ پر وقت کے سب علماء کا "اجماع" شریعت میں مسائل کے حل کے لئے دلائل میں قرآن و حدیث کے بعد اہم ترین دلیل اور حجت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی بھی صحیح حدیث ہے، کہ میری امت بھی کسی غلطی پر جمع نہیں ہوگی"۔ عقلی طور پر بھی سب علماء کا ایک غیر شرعی یا دوسری طرح ثابت مسئلہ پر مکمل اجماع ناممکن ہے۔ پھر جن مسائل میں صحابہ کرام کا اجماع ہوا، ان کی حیثیت تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ وحی کے مزاج آشنا تھے۔ ان پر کسی غلطی کی نشاندہی کے لئے ان سے بھی زیادہ تعداد میں اور ان سے بھی زیادہ دینی فہم اور خلوص رکھنے والوں کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے صحابہ کے اجماع والے مسائل کے لئے صرف یہی ثبوت دینی طرح بھی کافی ہے اور عقلی طور پر بھی، کہ صرف یہ دیکھنا ہے، کہ صحابہ کا اجماع ہے یا نہیں، اور جمعہ کی اذان کے بارے میں موجود نظام پر جامع القرآن کی رائے پر صحابہ کا اجماع اور پھر اس پر مکمل بلا چوں و چرا آج تک مسلسل عمل کا ہی جاری رہنا بذات خود ایک اجماعی اور تواتر کے ساتھ ثابت حقیقت ہے۔

حالات کا تقاضہ بھی یہی تھا

دوسری طرف حقائق پر نظر ڈالی جائے، تو بڑھتی ہوئی ضروریات کے تحت سیدنا عثمان کا یہ فیصلہ اللہ پاک کی طرف سے الہامی ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ بعد میں نمازیوں کی تعداد اور مساجد کی توسیع کو مدنظر رکھیں، تو اگر یہ اذان منبر کے سامنے، لیکن مسجد کے باہر کے دروازے پر دی جاتی، تو شاید خود خطبہ دینے والے کو بھی معلوم نہ ہوسکتا، کہ اذان ہوئی بھی، یا مکمل بھی ہوئی۔ جب خود امام کی نماز کی تکبیریں بتانے کے لئے بھی کئی لوگوں کو مختلف جگہوں پر مکبر کے طور پر مقرر کرنا پڑتا تھا۔ (لاؤڈ اسپیکروں کے تازہ دور سے پہلے کے انتظام پر غور کریں، تو بات سمجھ میں آجائے گی)۔ صرف اپنی دیکھی بھالی جامع مساجد کو ہی ذہن میں رکھ کر سوچ لیں، کہ اگر یہ اذان باہر کے دروازے یا دوسری اذانوں کی طرح مینار یا اذان کے لئے مخصوص جگہوں پر دی جائے، تو خطیب کو بھی شاید اطلاع دینی پڑے، کہ اذان مکمل ہوگئی ہے، اب

آپ خطبہ شروع کریں۔

صرف احمد رضا خان نے اختلاف کیا

اب یہ بتانا تو بریلویوں کی ہی ذمہ داری ہے، کہ ان کے اعلیٰ حضرت سے پہلے بھی کبھی کہیں کسی نے اس مسئلے پر اختلاف کیا تھا؟ لیکن ہمارے علم کے مطابق صحابہ کے اجماع سے فیصلہ شدہ اس مسئلہ پر تیرہ سو برس میں نظر ثانی کی کوشش صرف احمد رضا خان نے کی۔ جس کو اپنے مسلک اور اپنی مساجد کی الگ شناخت قائم کرنے کے لئے اذان سے پہلے درود کی طرح ایک اور شناخت کی بھی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور خود اپنے مزاج کی خطرناک حد تک خود نمائی کی جلت نے، دوسرے کئی مسائل یا بدعات کی طرح اس پر مجبور کیا، لیکن یہ مسئلہ ایسا نکلا، کہ خود اس کے ہم مشرب بھی اس کا ساتھ نہ دے سکے، اور اعلیٰ حضرت کو یہ حسرت ہی اپنے ساتھ لے جانی پڑی۔ اور خود ہی ان حالات میں گھر گئے، جن کے لئے غالب کا یہ شعر ہی موزون نظر آتا ہے کہ

دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

اس سے کن ہستیوں پر حرف آیا

بہر حال یہاں یہ لکھنے کی غرض یہ دکھانا ہے، کہ یہ صرف ایک اعلیٰ حضرتی شوشہ نہیں تھا، جو اس نے چھوڑا، نہیں چلا اور قصہ ختم ہوا۔ یہ آپ نے غلط ہی سوچا اور سمجھا۔ خان صاحب احمد رضا خان، کسی بات کی ٹھان لے اور انتہا تک پہنچائے بغیر دم لے، یہ ''خیال است و محال است وجنوں'' کے مصداق تھا۔ اس شوشے کو آخر کار اپنوں سے بھی نہ منوا سکنے تک جو کچھ زور لگایا گیا، ان میں کئی بڑی ہستیوں کی رسوائیاں ہوئیں۔ کئی نئے طبقے کفر کی تھوک فتواؤں کی زد میں آئے۔ اس مسئلہ کو قرن اولیٰ میں حل کرنے والے جامع القرآن اور خلیفۂ راشد، اور جید صحابہ کرام پر ایک صحیح سنت کو مردہ بنانے، دین میں خلاف سنت نئی بات کو پیدا کرنے والے یعنی بدعتوں کو رواج کرنے کے الزام لگے۔ (نعوذ باللہ) اس کو عثمانی راہ و رسم قرار دے کر، اس کا دفاع کرنے والے ''عثمانی علماء'' پر پدر پرستی کے الزام لگے، علماء حرمین کی بے حرمتیاں ہوئیں وغیرہ وغیرہ۔ جن کی تفاصیل سے کئی بریلوی بھی بے خبر ہیں، اور جو باخبر ہیں اور آج بھی

کتابیں چھاپ رہے ہیں، وہ عقیدت میں ایسے اندھے ہیں، کہ ان کو یہ سب کچھ قابل اعتراض تک نظر نہیں آتا۔

کتاب احکامِ شریعت میں تفصیلی بحث

اس مسئلہ پر گرما گرمی ۱۳۲۵ھ سے ۱۳۳۲ھ تک دس سال رہی۔ ہم صرف مثال کے لئے اعلیٰ حضرت کے فتووں کی مشہور کتاب احکامِ شریعت کو سامنے لاتے ہیں۔ جس کا تازہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کا چھاپا ہوا ایڈیشن ہمارے سامنے ہے۔ اس میں حصہ دوم میں مسئلہ نمبر ۱۰۱ کے تحت صفحہ ۲۰۵ سے آٹھ مکمل صفحات میں اس کی تفصیل ہے۔ سوال کرنے والے کا نام نہیں، اور دس ہی سوالوں کی زبان بتاتی ہے، کہ یہ سوالات بھی احمد رضا خان کے ہیں اور جوابات بھی انہیں کے۔

بنیاد ہی غلط بیانی پر رکھی

الف۔ پہلے اور دوسرے سوال اور جواب میں اعلیٰ حضرت نے یہ خالص دھاندلی دیکھئے، کہ خود اس بارے میں سنن ابوداؤد کی جو حدیث دکھائی ہے، اس کے الفاظ بمع ترجمہ یہ دیئے ہیں کہ ''جب رسول کریم ﷺ جمعے کے دن منبر پر تشریف رکھتے، تو آپ کے سامنے باہر کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر اور عمرؓ کے دور میں تھا''۔ لیکن ساتھ ہی جب اس کی تشریح کی، تو اس میں اپنے الفاظ یہ دیئے، کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ اور خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو۔

اس جملہ میں ہی اس دھاندلی کی بنیاد رکھی گئی، کہ دکھایا جائے، کہ حضور اور خلفاءِ راشدین کے مبارک دور میں یہی تھا۔ حالانکہ جب حدیث میں صاف الفاظ میں پہلے دو خلفاء کا ذکر ہے، تو یہ پورا خلفاءِ راشدین کا دور کیسے ہوا؟ آگے ہر جگہ حضور اور خلفاءِ راشدین کے دور کے ہی الفاظ ملیں گے۔ یہ سراسر دھوکہ ہے۔

(ب) اسی بنیاد پر چوتھے مختصر لیکن زہر میں ڈوبے ہوئے سوال اور جواب کا مواد ہے۔ سوال ہے کہ حضور کریم اور خلفاءِ راشدین کے عمل اور حدیث وفقہ پر عمل کیا جائے، یا ان کی بجائے ایسے رسم و رواج پر، جو بذات خود حدیث وفقہ کے خلاف پڑ جائے۔ اعلیٰ حضرت

کا جواب بڑا مختصر ہے کہ ''ظاہر ہے کہ حدیث اور فقہ کے خلاف رواج پر اڑ جانا مسلمان کو ہرگز نہ چاہئے''۔

قارئین کرام اس سوال اور مختصر جواب میں سمائے ہوئے خطرناک زہر کا اندازہ لگائیں، کہ خلیفۂ راشد سیدنا عثمانؓ کی سنت، اس پر سب صحابہ کے اجماعؓ اور عمل اور بعد کے سب فقہاء کے اجماعی عمل کو رسم و رواج، اور وہ بھی حدیث کے خلاف رسم و رواج قرار دے دیا گیا، یہ آپ خود سوچیں کہ ''اس پر اڑے رہنا'' کے الفاظ کن پر لگیں گے۔ ایک جملے میں بریلویوں کا امام مجدد کس کس کو کیا کیا کہہ گیا۔ خصوصاً جب کہ خود بھی کہیں بھی کوئی مثال نہیں دی، کہ کسی صحابی نے یا آگے چل کر کسی محدث یا فقیہ نے اس پر کبھی کہیں کوئی چھوٹی سی دلیل بھی اس سے خلاف دی ہو۔ اپنی سمجھ کے خلاف کسی کو بھی کیسی بھی جرح میں لے آنے میں احمد رضا خان کی بے باکی اور جرأت کی یہ کھلی مثال ہے۔

سب پر نئی بات یعنی بدعت کا الزام

(ج) پانچویں سوال میں بھی دیکھیں کہ کیا زہر بھرا ہوا ہے۔ سوال ہے کہ نئی بات (بدعت) وہ کہلائے گی، جو حضور اور خلفاء راشدین کے مطابق ہے، یا جو ان (حضور کریم اور خلفاء راشدین) کے خلاف رائج ہوگئی ہو۔ مختصر سوال کا مختصر جواب ہے کہ ''ظاہر ہے کہ جو بات حضور کریم اور خلفاء راشدین اور فقہ کے احکام کے خلاف ہو، وہی نئی بات (بدعت) کہلائے گی۔ اس سے بچنا چاہئے، نہ کہ سنت اور حدیث و فقہ کے حکم سے''۔ اب قارئین خود سوچیں اور کسی قریبی بریلوی مولوی سے پوچھیں، کہ کس کو نئی بات (بدعت) پیدا کرنے والا، اور کن کن کو سنت اور حدیث و فقہ کے احکام کے خلاف کرنے والا کہہ گیا؟ زور بھی اس نکتہ پر ہے کہ یہ نئی بات (بدعت) حضور کریم ﷺ اور خلفاء راشدین کے خلاف ہے۔ حالانکہ خود کو بھی اقرار ہے، کہ یہ خلیفۂ راشد سیدنا عثمان کی سنت اور اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔

اس مردہ سنت کے احیاء پر سو شہیدوں کا ثواب کمائیے

(د) ساتواں سوال ہے کہ کس قسم کی سنت کو پھر زندہ کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب بتایا گیا ہے۔ جواب میں اعلیٰ حضرت ایسی تینوں حدیثیں مع ترجمہ کے بیان کرکے، لکھتے ہیں کہ

''ظاہر ہے، کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی، جو مردہ ہوگئی ہو اور سنت مردہ جب ہوگی، جب اس کے خلاف رواج پڑ جائے''۔ یہاں پھر صاف الفاظ میں سیدنا عثمانؓ کو اور صحابہ کرام کو ایک سنت کو مردہ کرنے والا، اور اس کے خلاف رواج ڈالنے والا کہا گیا ہے......!

(ح) اسی مضمون میں آخر میں تکملہ کے طور پر سوال بھی ہے، اور اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے یہ اپیل کی ہے کہ ''احیاءِ سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو، اس کے لئے بھی یہی عام حکم ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے، کہ کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب حاصل کریں۔ اس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا، کہ تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ کیونکہ یوں ہو تو پھر تو کوئی سنت کو زندہ نہیں کر سکے گا''۔

کھلا دھوکہ۔ پانچ وقتہ اذان کے حوالے، خطبۂ اذان کے لئے

(و) ان سوالات میں قارئین کرام کو حضور اور خلفاء راشدین کی سنت کے الفاظ کے ساتھ ''احکام فقہ کے فتووں کے خلاف ہونے'' کے الفاظ بھی نظر آئیں گے۔ یہ مسئلہ سوال نمبر ۳ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سوال کے الفاظ ہیں کہ ''فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع کیا گیا ہے اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں؟'' اس کا جواب کافی تفصیل اور مختلف معتبر فقہی کتابوں کے حوالوں سے دیا گیا ہے۔ لیکن یہاں وہی اعلیٰ حضرتی قسم کی دھاندلی ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ اور ان سب حوالوں میں روزانہ پانچ وقت کی اذان کا مسئلہ ہے۔ جو وقت کے اعلان کے لئے ہوا کرتی ہے۔ جس کے لئے ضروری ہے، کہ مسجد کے کسی کھلے کونے پر، کسی اونچی جگہ پر کہی جائے، تاکہ آواز دور تک پہنچ سکے، اور دیواریں بھی آواز میں رکاوٹ نہ ڈال سکیں۔ حضرت بلالؓ کی اذان کے لئے بھی روایات ہیں، کہ وہ اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے چھت پر اذان کہتا تھا، اور اسی مقصد کے لئے مساجد میں مینار کا رواج ہوا۔ ہم نے خود اور ہمارے ہم عصروں نے دیکھا ہوگا، اور آج بھی کئی پرانی مساجد میں بائیں طرف کونے پر الگ اونچا سیڑھیوں والا اوپر کیا ہوا حصہ دیکھا جا سکتا ہے، جو اذان کے لئے ہی مخصوص ہوا کرتا تھا۔

خطبہ کی اذان میں آواز صرف مسجد کے اندر کی جماعت تک پہنچائی ہوتی ہے، کہ اب خطبہ شروع ہوتا ہے، لہٰذا سنتوں کی نماز یا ذکر واذکار بند کر کے خطبہ کی طرف متوجہ ہوں۔ تو اس کے لئے باہر کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ دور تک اعلان پہنچانے کا مسئلہ لاؤڈ اسپیکروں نے حل کر دیا، تو کسی فقیہ کو خود پانچ وقتی اذان کے بھی مسجد کے اندر ہونے پر اعتراض نہیں رہا۔ اور آج کل ہر جگہ مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر پر ہو رہی ہے۔

یہ ایک فروعی مسئلہ ہے

خود اعلیٰ حضرت نے بھی کتاب ''اجلی انوار الرضا'' میں یہ تسلیم کیا ہے، کہ یہ دین کا بنیادی قسم کے ضروری عقائد کا مسئلہ نہیں، بلکہ ایک فروعی مسئلہ ہے۔ تو پھر سوال ہے، کہ اس میں اتنے الجھنے کی ضرورت اور پورے دس سال تک ہر ایک سے الجھنے، سوال در سوال اور جواب در جواب کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے ایک مسئلہ پیش کیا، دوسروں نے اتفاق نہیں کیا۔ اور اپنے دلائل دیئے، آپ نے جواب میں اپنے دلائل دیئے۔ معاملہ یہیں تک ختم ہو جانا چاہئے تھا۔

لیکن عملی طور پر اعلیٰ حضرت نے اس فروعی مسئلہ کو کہاں تک پہنچایا، اس کو اعلیٰ حضرتی تماشہ ہی کہہ سکتے ہیں، جن کی تفصیل آپ کو اور کئی اصل حالات سے ناواقف بریلوی علماء کو بھی ضرور حیران کرے گی، (شاید شرمسار بھی کرے)۔

پھر تراویح کا کیا ہوگا؟

لیکن اس سے پہلے یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیں، کہ جس طرح سیدنا عثمانؓ اور جملہ صحابہ کرام کی اس سنت کو بریلویوں کے اعلیٰ حضرت نے بدعت۔ ''خلاف سنت رواج'' قرار دے کر، اپنے دلائل اور علم کے جوہر دکھائے ہیں، اگر یہی دلائل لے کر کوئی دوسرا من چلا نکل پڑے۔ اور حضرت عمرؓ اور صحابہ کرام کی اجماعی سنت تراویح کے مسئلہ کے لئے کہے، کہ جس کام کو حضور کریم ﷺ نے امت کی آسانی کے لئے کبھی چار رکعت، کبھی آٹھ اور کبھی بالکل ناغہ رکھا، اس آسانی کی سنت کے خلاف ایک بدعت اور نئی رسم کے ذریعے بیس رکعت، اس میں قرآن پاک کا ختم بھی رکھ کر امت پر بوجھ بڑھایا گیا۔ جو نہ حضور کے زمانے میں تھا، اور نہ

راز دار نبوت خلیفۂ اول کے دور میں (نعوذ باللہ منہا)! تو بات کہاں تک پہنچے گی؟ پھر اس طرح دوسرے کتنے احکام اور مسائل ہیں، جن کی بنیاد صحابہ کرامؓ کے اجماع پر ہی ہے۔ جن کو بریلوی علماء بھی آسانی سے گنوا سکتے ہیں۔

احمد رضا کے مزاج کا تجزیہ کریں

قارئین کرام مندرجہ بالا حقائق سے بریلوی مجدد کے مزاج اور مخفی جبلت کا اندازہ لگائیں، کہ جب وہ کسی فروعی مسئلہ میں بھی اپنی بات پر اڑتے تھے، تو کس قسم کے مظاہرے کرتے اور کسی کو بھی کیا کیا کہہ بیٹھتے تھے۔ جو شخصیت بھی سامنے آتی تھی، اس کو کس طرح روندتے تھے۔ اس مسئلہ میں تو شکر ہے کہ سامنے خلیفۂ ثالث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، تو ان کو بھی ہدف تو بنایا ہی، لیکن نام لئے بغیر اور شخصیات کو چھپا کر۔ اگرچہ اس سے بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ کیونکہ ان کی اجماعی سنت کو نئی بات (بدعت) نیا رسم و رواج، حدیث وسنت کے خلاف رواج کے القاب تو بہر حال ملے ہی۔ اس کو ختم کرنے پر سو سو شہیدوں والے ثواب بتا کر، اس کی اپیلیں تو بہر حال زور وشور سے کی گئیں۔ یہ اور بات ہے یا سیدنا عثمان اور صحابہ کرام کی کرامت، کہ اپنی مسجد میں بھی اس کو رائج نہ کر سکے!

اپنے ہی ممدوح مدنی مفتی کی یہ درگت بنائی

لیکن جن دوسری معاصر شخصیات نے ساتھ نہیں دیا، ان کی کیا درگت بنائی گئی، اس کی ہم صرف دو مثالیں دیں گے:

(۱) ہندوستان سے کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ مدینہ شریف تصدیق کے لئے لکھ بھیجا۔ وہاں اس پر مدینہ منورہ میں مدرس عالم اور حنفی مفتی شیخ عبدالقادر توفیق شبلی طرابلسی حنفی نے تفصیلی جواب لکھ بھیجا۔ جو اعلیٰ حضرت کے خلاف ہی جاتا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ کروا کر لکھنؤ اور بریلی سے شائع کروا کر تقسیم عام کیا گیا۔ اب اعلیٰ حضرت کے غیض وغضب کو کون روکے!

اس حنفی طرابلسی عالم کی اعلیٰ حضرت کی کتاب حسام الحرمین میں تصدیق ہے، اس کو لکھتے وقت احمد رضا خان نے شیخ کا تعارف تین سطروں کی طویل تعریفی عبارتوں میں کروایا، کہ ''وہ جو علم میں صدر بنے، اور مدرس ٹھہرے، اور قدرت والے کی توفیق سے علم میں آمد ورفت

کی، "دقیق النظر الشیخ الفاضل عبدالقادر توفیق الشلبی الطرابلسی الحنفی مدرس مسجد الکریم النبوی: اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فیض عطا فرمائے"۔ یہ عبارت ابھی تک حسام الحرمین میں موجود ہے۔

کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک فروعی مسئلہ میں اس اختلاف کی وجہ سے، اسی عالم کے لئے اپنی کتاب "مسئلہ اذان کا حق نما فیصلہ" میں صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں، کہ مدینہ طیبہ میں جہاں دنیا بھر کے اطراف سے ہزاروں لوگ آئے ہوئے ہیں، ان میں ایک شخص طرابلس کا رہنے والا بھی ہے۔ کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ (ایسے ویکیل دینے والا) کوئی احمق شاید طرابلس میں بستا ہو، کہ حوالوں کی جتنی عبارتیں لکھیں، اصل کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں، فقہ حنفی کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر وہی تدلیس (فریب) کی پکار، امام سفیان پر بہتان، یہ ہی طرابلسی صاحب کی تمام علمی کائنات اور اس سے اس کی علمی حالت ظاہر...... اس کی اکثر جہالتوں کا رد...... میں ملے گا"۔ اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ "اس کی کل تحریری کائنات سولہ جہتیں ہیں"۔

جہل وسفاہت، خیانت، افتراء وغیرہ الزامات

اسی شیخ طرابلسی اور اس کی فتویٰ کے لئے دوسری کتاب "اجلی انوار الرضا" میں صفحہ ۱۵ پر لکھا کہ "وہ کتاب ایک طرابلسی کی تنہا اپنی رائے ہے...... رابعاً اس بے معنی تحریر کی حالت یہ ہے، کہ اول تا آخر اغلاط وخطا سے مملو ہے۔ جہل وسفاہت، افترا وتناقض، خیانت، ناسمجھی و مکابرہ کونسا کمال ہے، کہ ان گنتی کی چند سطروں میں نہیں"۔ اگلے صفحے پر مزید چوٹ ہے، کہ "ایسا احمق شاید طرابلس میں بستا ہو"۔ اگلے صفحے پر ایک اور چوٹ ہے کہ...... "یہ ہے طرابلسی صاحب کی ساری علمی کائنات، اور اس سے اس کی علمی حالت ظاہر"۔ اسی صفحہ پر ایک اور چوٹ ہے کہ "طرابلسی تحریر پر جب یہ قاہر ورد موجود تھے، تو انہیں دیکھ کر کسی انصاف والے یا شرم والے کو اس کی بے مغز تحریر کا نام بھی زبان پر نہ لانا تھا"۔ (یعنی اس کا فتویٰ چھپنا ہی نہیں چاہئے تھا)

کیا یہ وہی پہلے والے شخص تھے؟

جس مدنی عالم کو کچھ برس پہلے دقیق علمی مہارت، علم کے صدر، مسجد نبوی کے مدرس وغیرہ کا سرٹیفکیٹ دیا گیا تھا، وہی عالم صرف ایک چھوٹے فروعی مسئلہ پر اختلاف رائے کے

اظہار کی وجہ سے کیا کیا بن گیا۔ احمق، کم علم، بہتان باز، خیانتی، جاہل، کم سمجھ، دھوکہ باز، نافہم، مدینہ طیبہ میں ساکن اور مدرس نہیں، بلکہ گذرنے والا وغیرہ وغیرہ۔ یعنی مکمل نقشہ ہی بدل گیا۔

اب یہ ماننا تو لازم ہوجاتا ہے، کہ دونوں میں سے کسی ایک طرف ایک نام کی دو شخصیتیں ضرور ہیں۔ یا عبدالقادر شبلی طرابلسی کے نام کے دو شخص تھے، ایک کے علم وفہم کے اعلیٰ حضرت حد سے زیادہ قائل تھے، اور ایک دوسرا کم علم خیانتی بھی اسی نام کا فائدہ لے کر مفتی بن بیٹھا۔ یا احمد رضا خان کے نام کے دو شخص تھے۔ ایک نے حسام الحرمین والی عبارت لکھی، اور ایک نے اذان والے مسئلہ پر تحقیق کے بعد لکھی۔ دونوں طرف ایک ہی شخص ماننے سے تو یہ اجتماع ضدین کا مسئلہ حل ہونا ممکن نہیں۔ بریلوی اگر دونوں طرف ایک ہی شخصیت مانیں، تو ان کو بتانا ہوگا، کہ آخر احمد رضا خان دونوں جگہوں میں سے کس جگہ صحیح ہیں!

اسی مسئلہ پر ہم مسلک علماء پر کفر کے فتوے

اسی مسئلہ پر اس سے زیادہ بُری حالت بدایون اور رامپور کے علماء کی بنائی گئی، جو اس سے پہلے عقائد اور بدعتوں کے لحاظ سے احمد رضا خان کے ہم مسلک تھے۔ ان کے بھی دیوبندیوں سے اعلیٰ حضرت کی طرح بدعتی رسومات اور عقائد میں اتنے ہی شدید اختلافات تھے، جس کی تفصیل آگے ہم ماہر القادری مرحوم کی زبانی دکھائیں گے۔

بہرحال ان دونوں مرکزوں کے علماء نے سوال پوچھنے پر اس مسئلہ اذان میں اعلیٰ حضرت کے خلاف موقف اختیار کیا، کہ جو چیز رائج ہے، ہم اسی کو درست سمجھتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا، احمد رضا خان لنگوٹ باندھ کر ان کے بھی پیچھے پڑ گئے۔ علماء بدایون کے مدرسہ قادریہ کا نام مدرسہ خرما رکھ کر، اس مدرسہ کے تمام علماء پر کفر اور ارتداد کے الزامات کی بوچھاڑ کی گئی۔

مدرسہ کے لئے مدرسہ خرما کا لقب اور کفری الزام

ایک الگ رسالہ لکھا گیا، جس کا نام تھا "نکس اباطیل" اس میں مدرسہ قادریہ کا نام رکھا گیا۔ "مدرسہ خرما"! اس میں مدرسہ خرما کی سرخیاں لگا کر مندرجہ ذیل کفریہ عقائد چھپاں کئے گئے۔ اور ہر ایک سرخی کی تفصیل میں عام مسلمانوں سے اپلیں بھی کی گئی۔

ان سرخیوں میں سے کچھ آپ بھی ملاحظہ کریں۔ ہم ان کے صفحات کے نمبر بھی لکھتے

ہیں: مدرسہ خرما میں اللہ، انبیاء اور ملائکہ پر حملے صفحہ ۸۳۔ مدرسہ خرما میں اہل سنت کی تکفیر صفحہ ۸۳۔ مدرسہ خرما میں نبی ﷺ کو گالی صفحہ ۸۵۔ اس کی تفصیل میں دردمندانہ اپیل بھی ہے کہ اب دیکھیں کس کس کو محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت پیاری ہے، اور کون اس گالی دینے والے مدرسہ کی رعایت کرتا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اب جو اس حال معلوم ہونے پر بھی ان کے ساتھ کافر اور مرتد جیسا برتاؤ نہیں کرے گا، وہ خود بھی انہیں کی طرح لعنت اور عذاب کا مستحق ہوگا۔ مدرسہ خرما میں نبی ﷺ کی بے قدری۔ صفحہ ۸۷۔ مدرسہ خرما میں لاکھوں اماموں کی تکفیر صفحہ ۸۹۔ مدرسہ خرما میں صفاتِ الٰہیہ کے ساتھ برتاؤ صفحہ ۹۰۔ مدرسہ خرما میں آخرت کی مذمت اور دنیا کی تعریف صفحہ ۹۱۔ مدرسہ خرما کے نزدیک مخلوق اللہ سے پوشیدہ ہے۔ صفحہ ۹۳۔ مدرسہ خرما کا اعتقاد کہ ہم اللہ کو دیکھتے ہیں اور وہ ہمیں نہیں دیکھتے صفحہ ۹۳۔ مدرسہ خرما میں دین کا تمسخر، مدرسہ خرما میں کلمہ طیبہ کا سچا ہونا باطل ہے صفحہ ۹۴۔ مدرسہ خرما میں اللہ عزوجل پر حملے، صدیق اکبر پر افتراء صفحہ ۱۰۰۔ مدرسہ خرما میں اللہ پاک پر خرمائی زیادتیاں صفحہ ۱۰۱۔ قرآن پاک پر خرمائی حملے صفحہ ۱۰۲۔ رسول اللہ پر خرمائی سخت حملے صفحہ ۱۰۲۔ مدرسہ خرما میں خدا کے وجود سے انکار صفحہ ۱۰۷۔ مدرسہ خرما کے نزدیک اسلام میں جو کچھ ہے وہ فریب ہے صفحہ ۱۰۷۔ مدرسہ خرما میں اللہ پاک کی طرف ظلم کی نسبت صفحہ ۱۰۹۔ مدرسہ خرما میں نجس شراب کی تعریف اور ترغیب صفحہ ۱۰۹، وغیرہ وغیرہ۔ یہ صرف چند نمونے ہیں۔

ہر ایک مخالف گستاخِ رسول نظر آیا

قارئین کرام سوچیں، کہ جو مدرسہ ہم مسلک تھا، جس میں تھوڑا عرصہ پہلے مولانا عبدالقادر بدایونی تھا، وہی مدرسہ اور علماء صرف ایک فروعی مسئلہ میں اختلاف کی بنا پر اتنا مذموم بن گیا۔ ان کے عقائد میں اتنا فتور آ گیا (دکھاتا ہے رنگ احمد رضا کیسے کیسے!)

قارئین کرام یہ نکتہ بھی نوٹ کریں، کہ اعلیٰ حضرت نے جس کی بھی جب بھی مخالفت کی، تو اس کو اللہ اور رسول کا گستاخ اور تنقیص شان کا الزام ضرور لگایا، کسی بھی عبارت میں یہ مطلب بھرنے کا یہ حضرت خصوصی ماہر تھا۔ اور یہ اس کی ضرورت بھی تھی، کہ اس کے بغیر کفر کا فتویٰ نہیں لگ سکتا۔ مدرسہ خرما پر بھی یہ الزام تھوپ ہی دیا۔ اور دیوبندیوں کی اشک شوئی کر دی، کہ وہ اکیلے ملزم نہیں۔

دیوبندیوں کی زندہ کرامت

ان الزامات کو دیکھ کر یہ دیوبندی علماء کی زندہ کرامت یا تحریر کا حد درجہ احتیاط نظر آتا ہے کہ ان کے صرف چار علماء پر ایک ایک کر کے چار الزامات ہی لگائے جا سکے۔ تقریباً وہی الزامات مدرسہ قادریہ بدایون پر بھی لگے، مثلاً اگر دیوبندیوں پر حضور کریم ﷺ کی توہین اور تنقیص شان کا الزام ہے، تو مدرسہ بدایون پر بھی "مدرسہ خرما میں حضور کریم کو صریح گالی" کا الزام لگا کر، ان کو بھی کافر اور مرتد نہ سمجھنے والوں کو خدائی لعنت اور عذاب کا مستحق گردانا گیا ہے۔ اگر علماء دیوبند کی طرف امکان کذب منسوب ہے، تو مدرسہ قادریہ کی طرف امکان ظلم منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایسے خبیث کفر علماء بدایون کی طرف منسوب کئے گئے ہیں، جو علماء دیوبند پر نہیں ہیں۔ مثلاً یہ سرخیاں پھر دیکھیں مدرسہ خرما میں وجود خدا سے انکار، کلمہ طیبہ کا سچا ہونا باطل ہے، قرآن عظیم پر خرمائی حملے، اسلام پر خرمائی حملے، لاکھوں اماموں کی تکفیر، ہم اللہ کو دیکھتے ہیں، وہ ہمیں نہیں دیکھتا۔ مخلوق اللہ سے پوشیدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

دیوبندیوں پر چار! اور بدایونیوں پر ۶۳۵ کفر!

یہ بھی واضح ہے، کہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے اس مختصر مدت میں پے در پے مدرسہ قادریہ کے خلاف جو تین رسالے لکھے، ان کو ملا کر "سد الفرار علی الصید الفرار" نام رکھا گیا، جو ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوا۔ اور خود اعلیٰ حضرت کے بقول اس میں ۶۳۵ ضلالتیں دکھا کر ۶۳۵ وجوہ سے ان پر کفر لازم کیا گیا ہے، (یعنی ۶۳۵ کفر)۔ قارئین کرام شاید اس پر ہماری طرح اعتبار نہ کریں، تو ہم ان کی تسلی کے لئے یہاں ۱۳۳۲ھ میں چھپی ہوئی کتاب "اجلی انوار الرضا" کے صفحہ ۳۳، اور ۴۵ کے فوٹو عکس دیئے دیتے ہیں۔ صفحہ ۳۳ پر حاشیہ میں "۶۳۵ رد" کا واضح لفظ ہے، اور صفحہ ۴۵ کی سطر نمبر ۵ میں واضح الفاظ دیکھیں، کہ "رسالہ مبارکہ سد الفرار میں اللہ اور رسول اور ائمہ پر اسی سے زیادہ افتراء و خیانات گنا دیئے"۔ یعنی صرف اللہ و رسول پر اسی کفریہ افتراء اور خیانتیں! اب آپ اپنے موجود بریلویوں سے پوچھیں کہ یہ افتراء الزامات زیادہ بنتے ہیں، یا دیوبندیوں کے خلاف چار! پھر وہ صرف بیچارے دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کو ہی کیوں نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی کفری تلوار کے دوسرے شہداء کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟

مسئول کسی طرح قابل رد نہ تھا خصوصًا اوس حالت میں کہ حضرت کے اسی رسالہ مجاترہ ص۳ میں تصریح ہے کہ سائل کے سوال کا رد گناہ کبیرہ ہے رسالہ القول الاظہر میں اس ادعائے اجماع قطعی یقینی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے سوا کوئی نئی بات نہیں۔ وہ اول میں تحریرات زید وغیرہ کی تلفیق ہے جن پر رد کا عدد دو ہزار سے زیادہ ہوگیا۔ اور بحمدہٖ لاجواب رہا۔ اور آخر میں فتوائے بدایوں کا خلاصہ ہے جس کا ایک رد بحمد اللہ تعالےٰ میرے اور اون کے ملجاء و ماوی خاص رد قتاوہ عالیہ سرکار برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے بنام مبحث الاذان (۱۳۳۲ھ) شائع ہو چکا۔ بلکہ دو۔ دوسرا ابھی سرکار ہی سے بنام شافی جواب پر کافی ایرادات (۱۳۳۳ھ)۔ تیسرا جاہل و کافل۔ سارھے تین سو پر ایرادات پر مشتمل بحولہٖ تعالےٰ زیر طبع ہے۔ بلکہ چوتھا بھی جس میں

مستی بہ ناز برداری اجو بدایوں (۱۳۳۳ھ) ۱۲ جس وقت تک بہاڑ ھے تین سو رد تھے پھر بعض اکابر و دیگر احباب نے اون کی اور تحریرات بھیجیں۔ اور بدایوں کے اقوال ضلالت کا شمار بڑھنے دو سو تک پہنچا۔ اور اون کے بیان میں تیسرا رسالہ اور اضافہ ہوا۔ اب تین رسالوں میں اونیسو چھ سو پینتیس رد ہیں ۲ مستی بنام تاریخی دو آفت بدایوں کی خانہ جنگی ۱۳۳۳ھ۔ اور پانچواں رسالہ مستی بہ عکس اباطیل بدمسر خرا (۱۳۳۳ھ) ہے وہی رسالۂ ثالثہ بریلی سے تینوں کا مجموعہ سد الفرار علی التقید الفرار (۱۳۳۳ھ) بحمدہٖ تعالےٰ طبع ہو کر شائع ہوگیا ۱۲ منہ عفی عنہ

والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ ۔

پس مسلمانو! کیا حق کی حمایت یہی ہوتی ہے۔ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو صریح گالیاں دینے پر جو بالاتفاق علمائے حرمین شریفین نے دیوبندیوں کی تکفیر فرمائی۔ مصنف القول الاظہر کے دل میں اون کی کراہت اون کی تلملاہٹ جھلک رہے گئی۔ ملاحظہ ہو سنت کی معاندت کہاں تک کھینچ کر لے گئی مکر ع انکار نصوص آخر بہ انکار نصوص آرد ۔

ان کے بدایونی امام جن کی تقلید سے جامع الرموز وغیرہ پر افتراء باندھے۔ اون کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ رسالہ مبارکہ سد الفرار علی القید الفرار نے اللہ و رسول و ائمہ پر اَسّی سے زیادہ اونکے افتراء و خیانت گنا دیئے۔ عکس اباطیل بدمست خوانے اون کے پورے دو سو اقوال ضلالت بحوالہ صفحہ بتا دیئے۔ حد یہ کہ انہیں حضرت نے اللہ عزوجل کی طرف جہل نسبت کیا۔ اللہ تعالےٰ کو مرکب ٹھیرا دیا۔ دیدار الٰہی کی سخت توہین کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو بیوفا کہا۔ قرآن مجید و انجیل شریف میں اصول اختلاف بتایا۔ فاروق اعظم و بتول و حضرت اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہم سب کو دیوانہ بتایا۔ احکام اسلام کو مجمل اور ادوہم کہا۔ فارجین کی تقلید۔ معتزلہ کی پیروی۔ غیر مقلدی تعلیمیں نصاریٰ کا اتباع۔ آخرت کی مذمت۔ دنیا کی تعریف۔ اللہ و رسول و آدم و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ انواع انواع کی گستاخیاں۔ انکھیل ائمہ دین کی تکفیر حتی کہ صحابہ کرام پر الزام کفر خود حضرت مولینا عبد القادر صاحب بدایونی قدس سرہ کی تین وجہ سے تکفیر فتوائے بدایوں کی رو سے

مولانا عبدالمقتدر پر خطرناک تعزیری قلم

اسی مدرسہ قادریہ بدایون کے اس وقت کے سربراہ مولانا عبدالمقتدر تھے۔ جو اعلیٰ حضرت والے ہی مرشدانہ گھرانے سے اجازت یافتہ اور شہر بدایون کے سجادہ نشین بھی تھے۔ اس پر اسی کتاب "سد الفرار" میں صفحہ ۸۰ پر ان وجوہ سے کفر اور ارتداد لازم کر کے، یہ سرخی قائم کی، کہ "برادرم پر بحکم شرعی کیا کیا لازم ہوا"۔ پھر یہ پانچ حکم بتائے، کہ ایک اسلام کی نئے سرے سے تجدید کریں۔ دوم ان اقوال مردود کی اشاعت جس طرح علی الاعلان ہوئی ہے، اسی طرح علی الاعلان توبہ تائب ہونے کا اعلان کریں۔ سوم نکاح کی تجدید کریں۔ چوتھا یہ کہ حج کو لوٹائیں (کہ کفر کی وجہ سے وہ باطل ہو گیا)۔ پنجم تجدید بیعت، کہ خود بھی نئے سرے سے پیر سے بیعت ہوں، اور اپنے مریدوں میں بھی اعلان کریں، کہ تمہارا پیر اپنی بیعت سے نکل گیا تھا، اب نئے سرے سے توبہ تائب ہو کر نئی بیعت کے ساتھ خود بھی صحیح پوزیشن میں آ گیا ہے، تو مرید بھی نئے سرے سے بیعت کریں۔ اس سے آگے عوام کے لئے بھی للہ فی اللہ خیر خواہی کا سبق ہے، کہ ہم کو تو مسلمانوں کی خیر خواہی میں یہ اعلان کرنا پڑ رہا ہے، کہ وہ سب حالات جان کر اپنا ایمان، اپنی بیعت وغیرہ بچائیں۔

اس سب کچھ کو کیا نام دیا جائے

آج کل کے زیادہ تر بریلوی علماء اور عوام اور قارئین کرام کو یہ سب باتیں معلوم نہ ہوں، تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ لیکن ہماری طرف سے ان حقائق کو سامنے لانے کے بعد ان کی ذمہ داری بنتی ہے، کہ اپنے پیر و مرشد مجدد مائتہ کے یہ سارے کارنامے اصل کتابوں میں پڑھ کر خود فرمائیں، کہ ان کارناموں کو اگر باادب الفاظ بھی دیئے جائیں، تو ہذیان کے دوروں کے علاوہ دوسرے الفاظ مناسب ہیں؟ اگر ہیں، تو نشاندہی کریں، ہم ترمیم کے لئے تیار ہیں۔

رامپوری اور پہلی بھتی بھی اسی کٹہرے میں

بدایون کے علاوہ ایک اور علمی مرکز رامپور بھی دیوبند سے اختلافات میں مشہور تھا۔ ان کے نامور عالم مولانا سلامت اللہ نے بھی اس اذان ثانی کے جواب میں مختصر جواب لکھا، کہ

"میرے نزدیک جو امر متوارث ہے، وہی صحیح ہے"۔ احمد رضا خان نے لفظ متوارث اپنے فائدہ میں گھمایا، کہ متوارث کے معنی یہ ہوئے، کہ جو حضور کریم اور خلفاء راشدین کا ورثہ تھا۔ اور اپنے فائدہ میں دلائل کا طومار لگا دیا، اور ایک رسالہ "رمز شیریں چاہ شور" شائع کیا۔ علماء رامپور نے ایک مجلس قائم کی، اور اس کے جواب میں "رزم شیریں چاہ شور" لکھا۔ بات چل پڑی اور چلتی رہی۔ ادھر سے الزامات لگے، اُدھر سے جواب دیئے گئے۔ اور بقول خود اعلیٰ حضرت نے رامپوریوں کے دو ہزار نقص نکال کر دو ہزار لاجواب کرنے والے رد پیش کئے۔ ہم نے "اجلیٰ انوار الرضا" کے صفحہ ۳۳ کا جو عکس دیا ہے، اس کی سطر نمبر ۵ کے یہ الفاظ خود دیکھ لیں، کہ "جس پر رد کا عدد دو ہزار سے بڑھ گیا"۔ ایک مسئلہ پر کئے گئے بحثوں کے دو ہزار سے زیادہ رد؟ کچھ سوچیں تو کیا ماحول پیدا کیا گیا تھا!

اتنے کفر کبھی کسی کے خلاف نہیں لگائے گئے

ہم نہیں سمجھتے، کہ مکمل گمراہ فرقوں کے خلاف جو تاریخی مہمیں چلیں، ان میں بھی کسی نے یہ دلیل دی ہو، کہ ہم نے اس کے خلاف دو ہزار سے زیادہ رد پیش کئے ہیں۔ ویسے علمی طرح رد اور باطل کرنے کے لئے ایک یا کچھ اہم عقائد کافی ہوتے ہیں، بشرطیکہ اس کو واضح مانے ہوئے دلیل سے (کچھ ہی صفحوں) میں پیش کیا جائے۔ جیسے قادیانیوں کے کفر کے لئے ایک ہی عقیدے کا ثبوت کافی وشافی مانا جاتا ہے۔

ہم پھر عرض کر دیں، کہ یہ فخر کی بات نہیں، کہ بدایونی اذانیوں پر ۶۳۵ کفر ثابت کئے، رامپوریوں پر دو ہزار رد لکھے۔ لہذا ثابت ہوا، کہ ہم علم میں اور تحریر میں ان سب کے اعلیٰ حضرت ہیں اور حق بھی ہماری طرف ثابت ہوا۔ یہ خود انتہائی غیر معیاری بچکانہ باتیں ہیں، جن پر صحیح عقل اور علم رکھنے والے بریلوی بھی یقیناً شرمساری ہوں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کسی بریلوی نے کہیں اعلیٰ حضرت کی طرح فخریہ انداز میں یہ حوالہ نہیں دیا، کہ اعلیٰ حضرت نے فلاں فلاں پر اتنے کفر لگائے۔ بلکہ اب ان کا بھی زور اس تردید پر ہے، کہ یہ اعلیٰ حضرت پر الزام ہے، کہ وہ کفریہ الزامات میں بے باک تھے۔ لیکن تحریریں تو بہر حال موجود ہیں۔

جواب دیتے جاؤ، کفر بڑھواتے جاؤ

بہر حال کہنے کی غرض یہ تھی، کہ بریلوی اعلیٰ حضرت کے سامنے جس نے اس کے خلاف بولنے کی جراٗت کی، اس کو کفر ضرور نصیب ہوا۔ جس نے جتنے زیادہ جواب دیے، تو اس سے کفروں کی لسٹ بڑھتی گئی۔ دیوبندیوں پر سب سے کم کفر پڑے، کیونکہ انہوں نے سوال جواب کا سلسلہ چلایا ہی نہیں۔ ایک بار وضاحت کر کے معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔

لیکن بدایونی رامپوری تو خاموش رہنے والے نہیں تھے۔ سلسلہ بڑھا، تو کفر بھی بڑھتے گئے۔ ''اجلی انوار الرضا'' کے صفحہ ۳۳ کے عکس میں حاشیہ پھر دیکھ لیں۔ ایک جواب تھا، تو پہلے ساڑھے تین سو رد تھے۔ مزید تحریرات آئیں، (پونے دو سو اور بڑھ گئے، تیسرے رسالہ کا اضافہ ہوا، تو چھ سو پچیس ہو گئے۔ ادھر رامپوریوں نے کچھ زیادہ سلسلہ چلایا، تو ''رد'' کا عدد دو ہزار سے اوپر ہو گیا۔ (دیکھیے وہی عکس سطر نمبر ۵) فیا للعجب!

اعلیٰ حضرت کے کردار پر گھر کی گواہیاں

اتنی تفصیل سے بات ہو ہی گئی ہے، تو آیئے یہ بھی دیکھ لیں، کہ اپنے ہی ہم مسلک، لیکن سنجیدہ مزاج اور علم و عمل میں زیادہ مشغول ان حضرات نے اعلیٰ حضرت کو اس کی اس روش اور کردار پر کیا سندیں عطا کیں۔ ہم ان کو گھر کی گواہیاں کہیں گے، کیونکہ وہ دیوبندیوں کے بہر حال مخالف ہی رہے۔ پہلے بدایونی حضرات کے حوالے دیکھئے:

فاضل بریلوی کے رسالہ سد الفرار'' کے جواب میں بدایون سے رسالہ ''سد الفرقہ'' لکھا گیا۔ جس میں صفحہ ۲۶ پر ہے کہ ''تصنیف کی عادت گئی نہ گئی، پر دوسرے کے کلام میں تصرف کا ملکہ حد سے تجاوز ہو کر رہا''۔ اس عبارت سے صاف ہے، کہ احمد رضا خان کی یہ پکی عادت ہو گئی تھی، کہ دوسرے کی عبارت میں اپنے الفاظ شامل کر کے، اس کے کلام میں تصرف کا ملکہ رکھتے تھے۔ (اسی تصرف سے دیوبندی کافر بنائے گئے تھے)۔

اسی کتاب کے حصہ دوم میں صفحہ ۳۳ پر سطر نمبر ۱۷ سے یہ الفاظ ہیں: ''مسلمانو! احکام شریعت تب لازم ہوتے ہیں، جبکہ شرعی جانچ پڑتال کی جائے۔ شرعی پڑتال کیا اس طرح ہوتی ہے کہ زید نے کہہ دیا اور عمرو کافر ہو گیا، عمرو نے کہہ دیا اور بکر کی زوج کو طلاق ہو گئی.......

دنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح چکر کھا کھا کر پلٹے لے لے کر آپ اپنے غیظ و غضب تجدید کا بخار نکالنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنے منہ اپنے کو علم الٰہیہ کا مسلم امام کہتے اور لکھتے ہیں......''۔

اسی سد الفرقہ حصہ دوم صفحہ ۴۸ میں فاضل بریلوی کو خطاب ہے کہ ''دیکھئے فرضی گھڑنت اور ہیر پھیر سے حکم و احکام و التزام ثابت نہیں ہوا کرتے...... جناب تجدد صاحب! آپ اپنے رسالہ سد الفرار کے صفحہ ۸۰ کو پڑھیے اور...... ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ فرضی افسانہ طرازیاں کریں، نہ یہ طریقہ، کہ دلی کدورتوں کے باعث اور خود کو امام اور مجدد تسلیم نہ کرنے والوں پر احکام دینی شرعی کے ساتھ تمسخر کر کے دنیا جہان پر الزام شدید ذہنی خیالات پر لگا دیں''۔

قطع و برید اور تحریف کا چسکہ

اسی حصہ دوم میں صفحہ ۴۹ پر ہے کہ ''آپ حضرات سے صرف اس قدر عرض ہے، کہ یہ مجدد خاں صاحب اپنی پرانی عادت کے مطابق یہاں پر بھی ہماری عبارت میں تصرف کر گئے...... مگر ہم کہتے ہیں کہ ان کو قطع و برید و تحریف کا ایسا چسکہ پڑ گیا ہے، کہ کوئی عبارت پوری کسی کی نقل نہیں کرتے، خاص کر وہ حصہ، جس کا ایک ایک لفظ مربوط ہو''۔

نوٹ: قارئین کرام پھر وہ فصل کھول کر دیکھیں، کہ دیوبندیوں کی چاروں عبارتوں میں یہی عیاں نظر آئے گا، کہ چھوٹی عبارت بھی سلسلہ وار کہیں نہیں دی۔ درمیان میں کام کے الفاظ اور سطروں کی سطریں غائب کر کے، پھر کچھ جملے، پر چھلانگ، پھر کچھ لفظ۔ بدایونیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا، اور کفروں کی بوچھاڑ ہوتی رہی۔ آج کل بھی ہر ایک بریلوی کا سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے۔ کانٹ چھانٹ اور ادھوری عبارت کے بغیر ان کا کام چل ہی نہیں سکتا۔

رامپوری علماء کی گواہیاں - علماء حرمین کو دھوکہ دیا

مولانا سلامت اللہ رامپوری نے اذان خطبہ کے بارے میں جو جواب دیا، اس پر احمد رضا نے ایک رسالہ ''رمز شیریں چاہ شور'' لکھا۔ جواب میں علماء رامپور نے ایک مجلس قائم کی۔ جس نے جواب میں رسالہ ''رزم شیریں چاہ شور'' ۱۳۳۲ھ میں لکھ کر پہلی بہت سے شائع کیا۔ اس رسالہ کے صفحہ ۳ پر عبارت ہے کہ: ''جب آپ ایسے صاف کلام میں یہ مطلب اس شرح سے نکالتے ہیں، تو خدا جانے کتنے مسلمانوں کو ایسی شرح کر کے بے دین بنائے ہوں گے، چنانچہ (اسی طرح) آپ نے علماء حرمین کو دھوکہ دے کر، اسی طرح سے اصل

مطلب بدل کر، ان سے حسام الحرمین کا فتویٰ لے لیا، مگر جب ان کو ان دیوبندیوں کے اپنے جوابوں سے اصلیت معلوم ہوئی تو...... خدا پاک جماعت باشقاعت پہلی بہت اور علماء رامپور کو ایسی دجالیت اور ابلیسانہ عقل سے دور رکھے"۔

حسام الحرمین کی قلعی کھول دی

فاضل بریلوی کے دوسرے رسالہ "طب شورش چاہ شور" کے جواب میں علماء رامپور نے "جہر جوشش چاہ شور" لکھا۔ اپنے رسالہ میں احمد رضا خان نے ایک جگہ علماء دیوبند کا ذکر اس طرح کیا، کہ دیوبند کے پیشواؤں پر علماء حرمین نے نام بنام کفر کا فتویٰ دیا، اور یہ حکم لگایا، کہ ان کے کفر اور جہنم کی سزا میں کوئی شک کرے گا، وہ بھی کافر گنا جائے گا (اور آپ رامپوری بھی ان کو کافر نہ ماننے کی وجہ سے کافر گنے جائیں گے)۔ اس کے جواب میں علماء رامپوری نے "جہر جوشش چاہ شور" میں صفحہ ۱۹ پر یہ تحریر کیا:

"ہم کہتے ہیں کہ یہ جال دجال نے خوب بچھایا، اور ہمیشہ یونہی حد سے گذر کر لوگوں کو کافر بنایا۔ علماء حرمین شریفین تک کو غلط بیانی سے دھوکہ میں ڈالا، اور یہ حکم مندرجہ بالا (حسام الحرمین میں) حاصل کیا۔ بعد میں ان علماء نے یہ دھوکہ معلوم کر کے چھبیس سوالات ان لوگوں کو بھیجے، کہ کیا تم ایسا اعتقاد رکھتے ہو اور ایسا کہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیے، کہ یہ جال مولوی احمد رضا نے بچھایا ہے، تو انہوں نے ان کو پھر مسلمان بنا دیا۔ مگر بریلوی کی وہی رٹ ہے، کہ ایسا لکھا ہے...... کیا آپ دوسروں کو اپنی طرح کافر بنانا چاہتے ہیں؟ آپ کے ہاں تو اس کے سوا کچھ نہیں دیکھا کہ جس طرح ہو سکے، مسلمانوں کو کافر بناؤ اور اسلام گھٹاؤ"۔

اسی رسالہ میں صفحہ ۱۳ کی سطر نمبر ۷ا پر یہ بھی ہے کہ "یہاں یعنی پہلی بہت میں محمد رسول اللہ ﷺ اور شیر خدا رضی اللہ عنہ کے شیر شاہ جی شیر میاں کی حکومت ہے، اور ان کی طرف سے ان کے خلیفہ شاہ عبدالبصیر اللہ والے نگران ہیں"۔ (بہ حوالہ "انکشاف حق، از مولانا خلیل احمد برکاتی بدایونی")

بریلویوں کے لئے عبرت کا سامان

بدایونی اور رامپوری علماء کی طرف سے یہ کتابیں اعلیٰ حضرت کے دور میں چھپ کر عام

ہوئیں۔ ان میں بریلوی علماء اور تازہ محقق بننے اور ماہر رضویات کہلانے والوں کے لئے بڑی عبرت کے سامان موجود ہیں، اگر وہ صحیح حقیقتوں کو ماننے کے لئے تیار ہوں (اور صرف حق اور حقائق کے دعوؤں کے ساتھ حق ہی ان کے مدنظر بھی ہو)۔ البتہ ہم کو یہ احساس ہے، کہ وقت اور مسلسل پروپیگنڈہ نے ان حقائق پر کافی گرد وغبار کے پردے چڑھا دیے ہیں، اور کئی بلکہ اکثر بریلوی علماء کو بھی یہ حقائق معلوم نہیں۔ لیکن اب یہ حقائق ان کے سامنے آنے کے بعد ان کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے، کہ وہ ان کو ڈھونڈھیں، اور اپنے اعلیٰ حضرت کے اصل کردار اور اصل کام پر ان حقائق کی روشنی میں غور کر کے، اپنی رائے قائم کریں، بشرطیکہ وہ بھی حق کو ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ حقائق اور کتابیں رضویات کے ماہرین کے پاس موجود ہیں۔ ڈاکٹر مسعود نے ماخذ ومراجع میں کئی جگہ کئی کے حوالے دیے ہیں۔

مخلصانہ مشورہ

ہم نے مجموعی طور پر بدایون والوں کے لئے ۶۳۵ کفر اور رامپور والوں کے لئے دو ہزار چھبیس کفر کے الفاظ خود اعلیٰ حضرت کی کتاب "اجلی انوار رضا" کے صفحات ۱۳۳ اور ۳۵ کے فوٹو عکس کے ساتھ دیدیے ہیں۔ تو سب بریلوی بتائیں، کہ صرف ایک ایک کفر والے چار علماء دیوبند اور ان کی وجہ سے پورا دیوبندی طبقہ ہی ان کے حملوں کا نشانہ کیوں بنا ہوا ہے۔

یہ بھی اب قارئین کرام ہی سوچیں، کہ اتنے اور ایسے کفری فتووں کے باوجود جو آج کل یہ پروپیگنڈہ ہو رہا ہے، کہ کفری فتوے میں اعلیٰ حضرت جتنا محتاط عالم کم ہی نظر آئے گا، اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ تھوڑا مزید فصل سوم اور چہارم میں یہ سب میڈیائی قسم کا پروپیگنڈہ پھر دیکھیں اور سوچیں، کہ اس تماشے کی ڈور پردہ کے پیچھے کس کے ہاتھ میں ہو سکتی ہے؟

اس اپیل کے بعد ہم اگلی فصل میں بریلوی مجدد کے کردار کے دوسرے انتہائی مکروہ پہلو کو سامنے لاتے ہیں۔ یعنی بدترین زبان اور بدترین گالیاں۔